ماہنامہ

# التبلیغ

راولپنڈی

جلد 15 شمارہ 1

اکتوبر 2017ء - محرم الحرام 1439ھ

ماہنامہ

# التبلیغ

راولپنڈی

اکتوبر 2017ء - محرم الحرام 1439ھ (جلد 15 شمارہ 1)

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس
مفتی محمد امجد
غفار الحق

فی شمارہ.................... 25 روپے
سالانہ.................... 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط و کتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
چوہدری طارق محمود بابر
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھرا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

# ترتیب وتحریر

صفحہ


اداریہ ........................ روہنگیا کے مسلمانوں پر مظالم ............ مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط 156)... موت سے ڈر کر نکلنا اور مر کر دوبارہ زندہ ہونا...... // // 6

درسِ حدیث ...................... امتِ محمدیہ کی غالب واکثر عمر............ // // 13

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال (قسط 3)............... مفتی محمد رضوان 15

دینداری کے لیے فقہ وعلمِ دین کی ضرورت ...................... خطاب: مفتی محمد رضوان 18

مباحث روح وبدن (حصہ ہشتم) ........................................ مفتی محمد امجد حسین 37

پھر پیشِ نظر گنبد خضریٰ ہے حرم ہے (چھٹی وآخری قسط) .............................. // // 41

ماہِ رمضان: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات ......... مولانا طارق محمود 47

علم کے مینار: .. امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، تکالیف اور آزمائشیں (حصہ دوم).. مولانا غلام بلال 49

تذکرۂ اولیاء: ............. حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد ............. مفتی محمد ناصر 53

پیارے بچو! ................ خودرائی کا انجام (قسط 1)............... مولانا محمد ریحان 58

بزمِ خواتین ..... عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب (قسط 3)....... مفتی طلحہ مدثر 59

آپ کے دینی مسائل کا حل... نہار منہ پانی پینے سے متعلق احادیث کی تحقیق.. ادارہ 65

کیا آپ جانتے ہیں؟.... کھانے کے آداب (قسط 2)........... مفتی محمد رضوان 74

عبرت کدہ ... حضرت موسیٰ کا نبوت کے لیے انتخاب (حصہ اول).. مولانا طارق محمود 78

طب وصحت ................. انگور (دوسری وآخری قسط) ............. حکیم مفتی محمد ناصر 82

اخبارِ ادارہ ............ ادارہ کے شب وروز .................. مفتی محمد امجد حسین 87

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں .......... مولانا غلام بلال 89


Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

# روہنگیا کے مسلمانوں پر مظالم

گزشتہ کچھ عرصہ سے برما ملک کے روہنگیا نامی علاقہ کے مسلمانوں پر وہاں کی فوجی طاقت کے ذریعہ ظلم وستم کی عجیب وغریب مثالیں سننے میں آرہی ہیں، جس کے نتیجہ میں لاکھوں مسلمان، مرد، عورتیں، بوڑھے، جوان اور بچے سب ہی وہاں سے ہجرت کر کے بنگلہ دیش میں پہنچ رہے ہیں۔

ممکن ہے کہ میڈیا پر بعض چیزیں مبالغہ آمیز بھی ہوں، لیکن تمام چیزوں کا انکار بھی درست نہیں۔

دنیا بھر میں مسلمانوں کی طرف سے ان مظالم کے خلاف مختلف تبصرے وتجزیے ہورہے ہیں، اور احتجاجوں کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

اور اس سلسلہ میں اقوامِ متحدہ اور ترقی یافتہ غیر مسلم طاقتوں سے نہتے اور مظلوم مسلمانوں کے لیے تعاون کی اپیل کی جارہی ہے۔

حالانکہ عرصہ دراز کے مشاہدات کے بعد اس میں دو رائے ہونے کی گنجائش نہیں کہ موجودہ دور میں اقوامِ متحدہ سمیت دنیا کے ترقی یافتہ اور طاقت ور غیر مسلم ممالک، دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف ہونے والے مظالم کے خلاف اپنی آنکھیں، زبان اور کان بند کر کے ’’صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَايَرْجِعُوْن‘‘ کا مصداق بنے ہوئے ہیں، خواہ فلسطین کا معاملہ ہو یا کشمیر کا یا کسی دوسرے ملک کا۔

جبکہ غیر مسلموں کے خلاف اس سے عشرِ عشیر درجہ میں کم ہونے والے ردِ عمل پر ان کے فوراً کان کھڑے ہوجاتے ہیں، اور کان، آنکھیں اور زبان سب کام کرنا شروع کردیتے ہیں۔

عالمِ اسلام کے ساتھ اس دُھرے رویے اور معیار سے اقوامِ متحدہ اور ان کے حواریوں کی قلعی کھل چکی ہے۔

ان حالات میں مسلمانوں کو اپنے خلاف ہونے والے مظالم کو دور اور ختم کرنے کے لیے اقوامِ متحدہ اور غیر مسلم طاقتوں سے تعاون کی امید رکھنا ایسا ہی ہوگا، جیسا کہ کوئی بے وقوف بلی سے دودھ کی نگرانی اور حفاظت کی امید باندھے، ظاہر ہے کہ یہ طرزِ عمل دودھ کی حفاظت کے بجائے اس کے

www.idaraghufran.org

ضیاع کا طریقہ ہوگا۔

قرآن وسنت میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے یہود ونصاریٰ کے مسلمانوں سے کبھی خوش نہ ہونے کا دوٹوک فیصلہ فرمادیا گیا ہے۔

اگر مسلمانوں پر قرآن وسنت سے اثر نہیں پڑتا، تو سالہا سال کے تجربات و مشاہدات سے تو مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں، اور انہیں اب اس کا قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح حل نکالنا چاہئے۔

ہمارے نزدیک مسلمانوں پر اس طرح کے مظالم کو دور کرنے کا بنیادی حل ''ایک اور نیک ہونا'' ہے، یعنی مسلمان ایک تو آپس میں متحد ومتفق ہوں، اور تفرقہ بازی وانتشار سازی سے اجتناب کریں، دوسرے نیکی اور تقویٰ وپرہیزگاری اپنے اندر پیدا کریں۔

لیکن بدقسمتی سے آج کے دور کے مسلمان ان دونوں چیزوں میں بہت کمزور ہیں، نہ تو ان کے اندر صحیح معنیٰ میں اتحاد واتفاق ہے، اور نہ ہی نیکی وتقویٰ کا اہتمام ہے۔

''او آئی سی'' (OIC) وغیرہ کے عنوان سے مسلمانوں کے مختلف ملکوں نے مشترکہ متحدہ پلیٹ فارم تیار کررکھا ہے، لیکن اس کی اب تک کی کاروائی کوئی زیادہ خوش کن نہیں۔

اس کے علاوہ سیاسی وغیر سیاسی اور مذہبی سطح پر بھی مسلمان افتراق وانتشار کا شکار ہیں، کہیں حزبِ اقتدار وحزبِ اختلاف کے عنوان سے افتراق وانتشار ہے، تو کہیں مختلف لسانی وصوبائی تعصّبات اور مذہبی مسالک کے عنوان سے فرقہ واریت اور مسلکی منافرت جاری ہے۔

اس طرح موجودہ دور میں مسلمان انٹرنیشنل سطح سے لے کر نیشنل اور لسانی، صوبائی، سیاسی ومذہبی سطح تک افتراق وانتشار کا شکار ہیں۔

جبکہ غیر مسلم طاقتیں مسلمانوں کے خلاف مشترکہ مقاصد میں متحد ومتفق ہیں، قرآن وسنت میں مسلمانوں کو متحد ہوکر رہنے کا حکم فرمایا گیا ہے، اور بتلایا گیا ہے کہ آپس کے انتشار سے دشمن اسی طرح حملہ آور ہوجاتا ہے، جس طرح ریوڑ سے علیحدہ شدہ بکری پر بھیڑیا حملہ آور ہوجاتا ہے۔

(ملاحظہ ہو: مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۱۴۵، وصحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۲۱۰۱)

آج مسلمان اسی چیز کا مصداق بنے ہوئے ہیں، اور مسلمانوں کے ایک ایک ملک کو خاص رنگ

دے کر دوسرے مسلمانوں سے الگ کر کے ان پر دشمنوں کی طرف سے حملے کیے جاتے ہیں، اور ان کو ظلم وستم کی چکی میں پیسا جاتا ہے۔

ایسے حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام اسلامی ممالک اور مسلم مسالک اور سیاسی وغیر سیاسی گروہ غیر مسلم طاقتوں کے مقابلہ میں متحد ومتفق ہو کر ''کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْص'' کا مصداق بنیں۔

اقوامِ متحدہ سے مدد طلب کرنے کے بجائے اپنے رب تعالیٰ سے مدد طلب کریں، اور اپنے اندر نیکی اور تقویٰ پیدا کریں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں مشرکین کے ظلم وستم کا نشانہ بننے والے مظلوم ومغلوب مسلمانوں کو یہ حکم فرمایا تھا کہ وہ صبر کریں، اور ثواب کی امید رکھیں، جس کے نتیجہ میں اللہ عزوجل ضعیفوں اور مظلوموں کی مدد فرمائے گا۔ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی جلد ہی سچی ثابت ہوئی، اور اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی بھی فتح عطاء فرمادی، جو آج دنیا بھر کے سامنے ہے۔ مگر آج بدقسمتی سے نہ ان چیزوں کی طرف عام مسلمانوں کی توجہ ہے، اور نہ ہی ان کا خبروں وتبصروں میں کوئی ذکر ہے۔

[1] فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " يا أبا جندل اصبر واحتسب، فإن الله عز وجل جاعل لک ولمن معک من المستضعفين فرجا ومخرجا، إنا قد عقدنا بيننا وبين القوم صلحا، فأعطيناهم على ذلک، وأعطونا عليه عهدا، وإنا لن نغدر بهم(مسنداحمد، رقم الحديث ١٨٩١٠)


# اقبال ٹریڈرز

ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے

اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں

بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی

فون 5503080--5962705

(سورہ بقرہ:قسط نمبر156،آیت نمبر243)  مفتی محمد رضوان

# موت سے ڈر کر نکلنا اور مر کر دوبارہ زندہ ہونا

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَھُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَھُمُ اللّٰہُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْیَاھُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ (سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ ۲۴۳)

ترجمہ: کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف، جو نکلے اپنے گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے، موت کے ڈر سے، پھر فرمایا ان کو اللہ نے کہ مر جاؤ، پھر زندہ کر دیا ان کو، بیشک اللہ یقیناً فضل والا ہے، لوگوں پر، اور لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (سورہ بقرہ)

## تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے عبرت کے لیے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے کہ کچھ لوگ جو ہزاروں کی تعداد میں تھے، وہ موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل کر بھاگے، جن کو اللہ نے اپنے حکم سے وفات دے دی، پھر اس کے بعد اللہ نے اپنی قدرت سے ان کو زندہ کر دیا، کیونکہ اللہ لوگوں پر بڑے فضل والا ہے، کہ اس طرح دوبارہ زندہ کر کے اپنی قدرت کا کرشمہ اور قیامت کا نمونہ لوگوں کو دکھلا دیا تاکہ قیامت کا انکار کرنے والے عبرت حاصل کریں اور سمجھ جائیں کہ اللہ کے لیے مردوں کو دوبارہ زندہ کرنا محال نہیں ہے، لیکن اکثر لوگ اللہ کا شکر اور قدر ادا نہیں کرتے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى :(أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ، وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ) قَالَ " :كَانُوا أَرْبَعَةَ آلَافٍ، خَرَجُوا فِرَارًا مِنَ الطَّاعُونِ، وَقَالُوا :نَأْتِي أَرْضًا لَيْسَ بِهَا مَوْتٌ . فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ :مُوتُوا فَمَاتُوا فَمَرَّ بِهِمْ نَبِيٌّ، فَسَأَلَ اللَّهَ أَنْ يُحْيِيَهُمْ

www.idaraghufran.org

فَأَحْيَاهُمْ، فَهُمُ الَّذِينَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ :(وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ)

(مستدرک حاکم، رقم الحديث ٣١١٣)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے قول:

''اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ''

کے بارے میں فرمایا کہ وہ چار ہزار لوگ تھے، جو طاعون سے راہِ فرار اختیار کر کے نکلے تھے، اور انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم ایسی جگہ آ گئے ہیں، جہاں موت نہیں آئے گی، تو ان کو اللہ نے یہ حکم فرمایا کہ'' تم مرجاؤ''، تو وہ مرگئے، پھر ان کے قریب سے ایک نبی گزرے، جنہوں نے اللہ سے یہ دعاء کی کہ وہ ان لوگوں کو زندہ فرمادے، اللہ نے ان لوگوں کو زندہ کر دیا، پس یہ وہی لوگ ہیں، جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے (قرآن مجید میں) فرمایا کہ ''وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ'' (حاکم)

مذکورہ واقعہ سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک تو یہ کہ موت انسان کو ہر جگہ پالیتی ہے، کسی جگہ جا کر انسان اپنی موت سے نہیں بھاگ سکتا، دوسرے یہ کہ اللہ کی طرف سے کسی انسان کو دنیا میں وفات دینے کے بعد دوبارہ اسی دنیا میں اس کو زندہ کرنا ممکن ہے، اگر چہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی عام عادت کے مطابق نہیں، اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندہ کرنے کے لیے قیامت کے دن کو مقرر فرما رکھا ہے، لیکن اللہ اپنی قدرت سے بعض اوقات دنیا میں بھی کسی کو وفات دینے کے بعد زندہ کرنے پر قادر ہے۔

اللہ کے یہاں عام قاعدہ تو یہی ہے کہ کوئی مرنے کے بعد قیامت سے پہلے دنیا میں نہیں آتا لیکن بطورِ خرقِ عادت کبھی اللہ تعالیٰ مردہ کو دنیا میں زندہ فرمادیتا ہے، تاکہ اس کی قدرت کا کرشمہ ظاہر ہو اور قیامت کا انکار کرنے والوں پر حجت پوری ہو۔

قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث میں ان باتوں کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ (سورة النساء،٧٨)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: جہاں بھی تم ہوگے، پالے گی تم کو موت، اگرچہ ہو تم مضبوط برجوں میں (سورہ نساء)

معلوم ہوا کہ موت انسان کو اپنے وقت پر آ کر ہر جگہ پالیتی ہے، وہ خود چل کر انسان کے پاس پہنچ جاتی ہے، خواہ انسان مضبوط قلعہ میں ہی کیوں نہ ہو۔

سورہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِى تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (سورة الجمعة، رقم الآيات ٦ الى ٨)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ بے شک وہ موت کہ بھاگتے ہو تم اس سے، پس بے شک وہ ملاقات کرے گی، تم سے، پھر تمہیں لوٹایا جائے گا، عالم الغیب والشہادۃ کی طرف، پھر خبردار کرے گا وہ تمہیں، ان چیزوں سے جو تم عمل کرتے تھے (سورہ جمعہ)

معلوم ہوا کہ موت سے بھاگنا، انسان کو فائدہ نہیں پہنچاتا، موت کا جب اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے، وہ آ کر رہتی ہے، جس کو دنیا کی کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی۔

جس جگہ طاعون پھیلا ہوا ہو، وہاں سے کسی کو جان بچانے کی بنیاد پر نکل کر جانے کی احادیث میں ممانعت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الطَّاعُونُ آيَةُ الرِّجْزِ، ابْتَلَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ نَاسًا مِنْ عِبَادِهِ، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ، فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَفِرُّوا مِنْهُ (مسلم، رقم الحديث ٢٢١٨ "٩٣")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون عذاب کی نشانی ہے اللہ عزوجل نے اپنے بندوں میں سے بعض لوگوں کو اس عذاب میں مبتلا کیا، پس جب تم اس بارے میں سنو تو اس جگہ مت داخل ہو اور جب طاعون کسی جگہ میں واقع ہو جائے، اور تم وہاں پر موجود ہو، تو اس سے مت بھاگو (مسلم)

حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الطَّاعُونِ: " إِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا، وَإِذَا كُنْتُمْ بِهَا فَلَا تَفِرُّوا مِنْهُ (مسند احمد، رقم الحديث ١٥٠٨)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون کے متعلق فرمایا کہ جس علاقے میں یہ واقع ہو، تم وہاں داخل مت ہو، اور اگر تم کسی علاقے میں ہو اور وہاں طاعون پھیل جائے تو اس سے راہِ فرار اختیار نہ کرو (مسند احمد)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الْفَارُّ مِنَ الطَّاعُونِ، كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ، وَالصَّابِرُ فِيهِ، كَالصَّابِرِ فِي الزَّحْفِ (مسند احمد، رقم الحديث ١٤٤٧٨)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون سے بھاگنے والا شخص (گناہ میں) میدانِ جنگ سے بھاگنے والے شخص کی طرح ہے اور اس پر صبر کرنے والا شخص (اجر وثواب میں) میدانِ جنگ میں صبر کرنے والے شخص کی طرح ہے (مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت عسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَتَانِي جِبْرِيلُ بِالْحُمَّى، وَالطَّاعُونِ، فَأَمْسَكْتُ الْحُمَّى بِالْمَدِينَةِ، وَأَرْسَلْتُ الطَّاعُونَ إِلَى الشَّامِ، فَالطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِأُمَّتِي، وَرَحْمَةٌ، وَرِجْسٌ عَلَى الْكَافِرِ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٠٧٦٧)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل بخار اور طاعون کو لے کر آئے میں نے بخار کو مدینہ منورہ ہی میں روک لیا اور طاعون کو شام (وغیرہ) کی طرف بھیج دیا (اب اس کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں) اور طاعون میری امت کے لیے شہادت اور رحمت ہے اور کافروں کے لیے عذاب ہے (مسند احمد)

www.idaraghufran.org

اس طرح کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس جگہ طاعون پھیلا ہوا ہو، وہاں سے موت کے ڈر سے بھاگنا جائز نہیں، البتہ کسی دوسری ضرورت اور کام کاج سے وہاں سے دوسری جگہ جانا جائز ہے، اسی طرح طاعون والی جگہ میں بلا سخت ضرورت کے جانا منع ہے، جس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔

دنیا میں وفات دینے کے بعد دوبارہ دنیا ہی میں زندہ کرنے کا ذکر بھی کئی آیات اور احادیث میں آیا ہے۔

چنانچہ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (سورة البقرة، رقم الآية ٢٥٩)

ترجمہ: یا اسی طرح اس شخص کو (نہیں دیکھا) جو گزرا ایک بستی پر، جو کہ اپنی چھتوں کے بل گری پڑی تھی، اس نے کہا کہ کس طرح زندہ کرے گا، اس کو اللہ اس (کے باشندوں) کے مرجانے کے بعد، تو اللہ نے اس شخص کو موت دے دی سو سال تک، پھر اس کو زندہ کردیا، اور فرمایا کہ تو کتنا عرصہ (مرکر) ٹھہرا رہا؟ اس نے کہا کہ میں ٹھہرا رہا ایک دن یا ایک دن کا بعض حصہ، اللہ نے فرمایا بلکہ تو ٹھہرا سو سال، پس تو دیکھ اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کی طرف، جو سڑی نہیں، اور دیکھ تو اپنے گدھے کی طرف، تاکہ کردیں ہم تجھے نشانی لوگوں کے لیے، اور دیکھ تو ہڈیوں کی طرف کس طرح جوڑ دیتے ہیں ہم ان کو، پھر پہنا دیتے ہیں ہم اس پر گوشت کو، پھر جب واضح ہوگیا اس شخص کے لیے، تو اس نے کہا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے (سورہ بقرہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ عُزَيْرٌ نَبِيُّ اللَّهِ مِنْ مَدِينَتِهِ، وَهُوَ رَجُلٌ شَابٌّ، فَمَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ

خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا، قَالَ :أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا، فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ، ثُمَّ بَعَثَهُ فَأَوَّلُ مَا خَلَقَ عَيْنَاهُ، فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عِظَامِهِ، يُنَظَّمُ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، ثُمَّ كُسِيَتْ لَحْمًا، وَنُفِخَ فِيهِ الرُّوحُ، وَهُوَ رَجُلٌ شَابٌّ، فَقِيلَ لَهُ :كَمْ لَبِثْتَ؟ قَالَ :يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ، قَالَ :بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ، قَالَ :فَأَتَى الْمَدِينَةَ وَقَدْ تَرَكَ جَارًا لَهُ إِسْكَافًا شَابًّا، فَجَاءَ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ٣١١٧)

ترجمہ: اللہ کے نبی حضرت عزیر علیہ الصلاۃ والسلام اپنے شہر سے نکلے، اور وہ جوان آدمی تھے، پھر وہ ایک بستی پر گزرے، جو اپنی چھتوں کے بل گری ہوئی تھی، انہوں نے یہ دیکھ کر کہا کہ اللہ اس (کے باشندوں) کو مرنے کے بعد کیونکر زندہ کرے گا؟ پھر اللہ نے حضرت عزیر کو سو سال تک مارے رکھا، پھر ان کو زندہ کر دیا، سب سے پہلے ان کی آنکھیں پیدا کیں، حضرت عزیر نے اپنی ہڈیوں کو دیکھا کہ وہ بعض بعض کے ساتھ مل رہی تھیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا گیا، اور ان میں روح ڈالی گئی، اور وہ جوان کے جوان ہی تھے، پھر ان سے کہا گیا کہ آپ کتنا عرصہ موت کی حالت میں ٹھہرے رہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک دن یا ایک دن کا بھی بعض حصہ، اللہ نے فرمایا کہ آپ سو سال ٹھہرے رہے، پھر وہ اپنے شہر میں آئے، جہاں انہوں نے اپنے ایک کم عمر جوان پڑوسی کو چھوڑا تھا، آ کر دیکھا تو وہ بوڑھا ہو چکا تھا (حاکم)

سورہ آلِ عمران اور سورہ مائدہ میں اللہ کے حکم سے بطورہ معجزہ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو زندہ کرنے کا ذکر آیا ہے۔

اور سورہ کہف میں اصحابِ کہف کے فوت ہونے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا ذکر آیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اللہ کی طرف سے آئی ہوئی موت کو ٹلانا ممکن نہیں، اور اللہ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ کس کو فوت کر کے دوبارہ اسی دنیا میں زندہ کر دے، جس طرح گلنے سڑنے اور مٹی ہو جانے کے بعد قیامت کے دن زندہ کرنے کی اللہ کو قدرت حاصل ہے، اللہ کے لیے یہ سب کام آسان ہے۔

Idara Ghufran

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام  اصلاح وترمیم شدہ جدید ایڈیشن

# ماہِ محرمُ الحرام کے فضائل واحکام

اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام کے سلسلے میں ماہِ محرم الحرام کے فضائل واحکام

ماہِ محرمُ الحرام سے اسلامی سال کے آغاز وسنِ ہجری کا تعلق

دینی احکام میں اسلامی وقمری سَن وماہ کی اہمیت

دس محرم کے دن نفلی روزہ وغیرہ کی فضیلت واہمیت اوراس سلسلہ میں متفرق احکام

مؤلف

مفتی محمد رضوان

# حُسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی

(Beauty of Civilization and Manners of Life)

اچھی معاشرت اورطرزِ زندگی گزارنے، رہنے سہنے، ایک دوسرے سے ملنے جلنے لین ودین کرنے، تہذیب وشرافت والی زندگی بسر کرنے کے مختصر، جامع اور سہل آداب واحکام اورزندگی میں کام آنے والی مفید باتوں اورآدابِ زندگی کا مجموعہ

مصنّف

مفتی محمد رضوان

# صدقہ کے فضائل اور بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرتَّب ہونے والے عظیم فضائل وفوائد

صدقہ کی حقیقت ومفہوم اوراس کی مختلف صورتیں

شرعی صدقہ کے مقاصداور مقبول صدقہ کی شرائط

صدقہ میں بے جا قیوداور فضول پابندیوں کے نقصانات

بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ کرنے کی نیت کر لینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم

عباداتِ مالیہ سے متعلق شرعی وفقہی قواعد وضوابط

مصنّف

مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اصلاحِ معاشرہ

# رِشتہ داروں سے متعلق فضائل واحکام

نسب، خاندان، برادری اور قبیلہ وغیرہ کی حقیقت اوراس کا درجہ ومرتبہ

رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے فضائل وفوائداور قطع رحمی کے قبائح ونقصانات

صلہ رحمی کی تاکیداور قطع رحمی کی وعید، صلہ رحمی اور قطع رحمی کی حقیقت اورصورتیں،

والدین سے صلہ رحمی، بہن بھائیوں، اولاد، زوجین اور دیگر اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی

صلہ رحمی کے طریقے اور صلہ رحمی وحسنِ سلوک سے متعلق احکام وآداب

اور مختلف قسم کے رشتہ داروں کے بارے میں احکام

مصنف

مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

# امتِ محمدیہ کی غالب واکثر عمر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عُمُرُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ السِّتِّينَ سَنَةً إِلَى السَّبْعِينَ (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ٦٦٥٦) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی عمر ساٹھ سال سے لے کر ستر سال کے درمیان ہوگی (ابویعلیٰ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں درجِ ذیل الفاظ مروی ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قَالَ: " أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى السَّبْعِينَ، وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوزُ ذَلِكَ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٤٢٣٦) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی عمریں ساٹھ سال سے لے کر ستر سال کے درمیان ہوں گی، اور ان میں سے کم ہی ایسے لوگ ہوں گے جو اس سے زیادہ عمر پائیں (ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی عمر، خواہ وہ امتِ مسلمہ ہو یا امتِ غیر مسلمہ، عام طور پر اور اکثریت کے لحاظ سے ساٹھ سے ستر سالوں کے درمیان ہوگی، اور ستر سال یا اس سے زیادہ کی عمر پانے والوں کی تعداد اکثریت کے مقابلہ میں کم ہوگی۔

(كذا في: فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ١١٩٩)

[1] قال حسين سليم أسد: إسناده صحيح (حاشية مسند ابى يعلىٰ)

[2] قال شعيب الارنووط: إسناده حسن، الحسن بن عرفة ومحمد بن عمرو صدوقان، وباقى رجاله ثقات (حاشية سنن ابن ماجه)

www.idaraghufran.org

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مُعْتَرَكُ الْمَنَايَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى السَّبْعِينَ (مسند أبي يعلى، رقم الحديث ٦٥٤٣)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اس امت کی) عمروں کے اُترنے (یعنی ختم ہونے) کا میدان ساٹھ سے ستر سالوں کے درمیان ہے (ابویعلی)

اس حدیث کی سند میں اگرچہ کچھ ضعف پایا جاتا ہے۔ [۱]

لیکن اس کی تائید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گزشتہ روایات سے ہوتی ہے۔

اس روایت کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس امت کی غالب واکثریت کی عمر ساٹھ سے ستر سالوں کے درمیان ہوگی، اور اسی درمیان عادتاً طبعی موت واقع اور نازل ہوگی۔ [۲]

---

[۱] قال حسين سليم أسد: إسناده ضعيف (حاشية مسند ابى يعلى)

[۲] (التنوير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ٨١٦٨، حرف الميم ،وفيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٨١٨٧)

TOYOTA
GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682
HONDA
GENUINE PARTS
اشرف آٹوز
ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں
4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph:051- 5530500 5530555
این ای-3956، چکلالہ روڈ
بالمقابل پی ایس او پٹرول پمپ
چاہ سلطان، راولپنڈی
Ph:051-5702727
ashrafautos.rawalpindi@gmail.com

**مقالات ومضامین** مفتی محمد رضوان

# شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال (قسط3)

## ’’نماز میں ہاتھ باندھنے‘‘ کے متعلق شاہ صاحب کا موقف

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ مؤطا امام مالک کی فارسی شرح ’’مصفّٰی‘‘ میں فرماتے ہیں:

شافعی فوق ناف می نہد وابوحنیفہ زیرِ ناف، وایں ہمہ واسع وجائز است (المصفّٰی، ج۱ص۱۰۴، باب یسن ان یضع یمینہ علی شمالہ فی القیام، مطبوعہ: مطبع فاروقی، دہلی)

ترجمہ: امام شافعی ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے اور امام ابوحنیفہ ناف نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں، اوران سب میں وسعت ہے اوردونوں جائز طریقے ہیں (مصفّٰی)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے پوتے، حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

جمہور فقہائے کرام کے نزدیک نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

ملحوظ رہے کہ البتہ مالکیہ کے مشہور قول کے مطابق فرض نماز میں ہاتھ باندھے بغیر نیچے چھوڑے رکھنا، جس کو ارسال کہا جاتا ہے، مستحب ہے، البتہ غیر فرض نماز میں ہاتھ باندھنا بلاکراہت جائز ہے، اسی طرح اگر فرض نماز میں اعتماد یعنی سہارا حاصل کرنا مقصود نہ ہو، تو ان کے نزدیک فرض نماز میں بھی ہاتھ باندھنا مکروہ نہیں۔

اورآج کل بہت سے مالکیہ کا عمل اسی کے مطابق ہے۔

جہاں تک ہاتھ باندھنے کی جگہ کا تعلق ہے، تو مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک، اور حنابلہ کی ایک روایت کے مطابق سینے سے نیچے اورناف کے اوپر ہاتھ باندھنا مستحب ہے۔

اور حنفیہ کے نزدیک اور حنابلہ کی دوسری روایت کے مطابق ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

مستحب ہے۔ [1]

(والتفصيل في: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۸، ص۳۶۹، مادة "مكان"، الفِقهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ، ج۲، ص۸۷۴)

## نماز میں ''بسم اللہ'' کے متعلق شاہ صاحب کا موقف

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں نماز میں ''بسم اللہ'' کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

ثم يبسمل سرا لما شرع الله لنا من تقديم التبرك باسم الله على القرائة ولأن فيه احتياطا إذ قد اختلفت الرواية هل هي آية من الفاتحة أم لا؟ وقد صح عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان يفتتح الصلاة أي القرائة بالحمد لله رب العالمين، ولا يجهر ببسم الله الرحمن الرحيم ۔أقول: ولا يبعد ان يكون جهر بها في بعض الأحيان ليعلمهم الصلاة ،والظاهر أنه صلى الله عليه وسلم كان يخص يتعلم هذه الأذكار الخواص من أصحابه، ولا يجعلها بحيث يؤخذ بها العامة ويلامون على تركها، وهذا تأويل ما قاله مالك – رحمه الله – عندي (حجة الله البالغة، ج۲ ص۱۴ ،باب حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة وبعدها، أذكار الصلاة وهيأتها المندوب إليها)

ترجمہ: پھر آہستہ سے ''بسم اللہ'' پڑھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے قرآن پڑھنے پر اپنے نام سے برکت حاصل کرنے کو مقرر فرمایا، اس کے علاوہ ''بسم اللہ'' کے پڑھ لینے میں احتیاط بھی ہے، کیونکہ اس کے سورہ فاتحہ کا جزو ہونے نہ ہونے میں مختلف

[1] البتہ حنفیہ کے نزدیک عورت کو اپنے سینے پر ہاتھ باندھنا مستحب ہے، بندہ نے ''نماز میں ہاتھ باندھنے'' سے متعلق ایک رسالہ تحریر کیا تھا، جس میں خاص روایتی انداز میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے موقف کو ترجیح دینے کی کوشش کی تھی، لیکن اب تحقیق کے بعد بندہ کو اپنے سابق موقف کی شدت وسختی سے مناسبت نہیں رہی، اس لیے اس رسالہ کے دوسرے ایڈیشن میں، اس کی شدت کو ختم کر کے اعتدال کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ محمد رضوان۔

www.idaraghufran.org

روایات آئی ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کے ساتھ مروی ہے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز یعنی قرائت کا آغاز الحمدللہ رب العالمین سے کیا کرتے تھے، اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے'' میں کہتا ہوں کہ یہ بھی بعید نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کو بلند آواز سے اس لیے پڑھا ہو، تاکہ لوگوں کو نماز کی تعلیم دیں، اور ظاہر یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ اذکار اپنے اپنے خاص صحابہ کو تعلیم فرمایا کرتے تھے، اور یہ اذکار ایسے نہ ہوتے تھے کہ جس کا تمام لوگوں سے مطالبہ کیا جاتا ہو، اور ان کے ترک پر ملامت کی جاتی ہو، اور امام مالک رحمہ اللہ کے قول کی میرے نزدیک یہی تاویل ہے (حجۃ اللہ البالغۃ)

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک اور مالکیہ میں سے امام قرافی کے قول کے مطابق نماز کی ہر رکعت کے شروع میں مقتدی کے علاوہ ہر نمازی کو بسم اللہ پڑھنا سنت ہے، اور بسم اللہ کو جہری وسری قرائت والی دونوں نمازوں میں سراً پڑھنا سنت ہے۔

اور شافعیہ کے نزدیک بسم اللہ پڑھنا واجب ہے، اور وہ سری وجہری قرائت کے تابع ہے۔

جبکہ مالکیہ کے مشہور قول کے مطابق فرض نماز میں بسم اللہ پڑھنا علی الاطلاق مکروہ ہے۔

(كذا في :الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴، ص ۱۷۱، مادة '' أسر'' وج۱۶، ص ۱۸۲، مادة ''جهر'')

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مذکورہ مسئلہ میں حنفیہ وحنابلہ کے قول کو ترجیح دی ہے، جو کہ ''اعدل الاقوال'' ہے، اور دلیل کی رُو سے بھی یہ قول معتدل ہے، جس میں دوسری روایات کے ساتھ عمدہ تطبیق بھی پائی جاتی ہے۔ (جاری ہے............)

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

**مقالات ومضامین** خطاب:مفتی محمد رضوان

# دینداری کے لیے فقہ وعلمِ دین کی ضرورت

27/ذوالقعدۃ/1438ھ،20/اگست/2017ء، بروز اتوار کو مفتی محمد رضوان صاحب نے بعض احباب سے مجلس میں گفتگو کی، جسے محفوظ کرلیا گیا، اورمفیدِ عام ہونے کی وجہ سے شائع کیا جارہا ہے۔
اس مضمون کے حواشی کی تخریج بندہ طارق محمود نے کی ہے۔طارق محمود۔ادارہ غفران راولپنڈی۔

قربِ قیامت کا زمانہ ہے، ہرطرف سے طرح طرح کے فتنے اُمڈتے چلے آرہے ہیں، اور مختلف شکلوں میں فتنے جنم لے رہے ہیں۔

پھربعض فتنے تو دنیا کے رنگ کے ہیں، اور بعض دین کے رنگ کے ہیں، دین کے رنگ کا فتنہ اس حیثیت سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے کہ اس میں مبتلا شخص کو اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہیں ہوتی، وہ اسے دین سمجھ کر اختیار کرتا اوراس میں ترقی کرتا رہتا ہے۔

## کم علمی اوردین کا شوق

آج کل دین کے رنگ کا ایک فتنہ کم علمی کے ساتھ محض اورنرے دین کے شوق کی شکل میں سامنے آرہا ہے، فقہ ودین کا علم تو کماحقہٗ ہوتا نہیں، اور کسی طرح دین کا شوق اوراس کا غلبہ طبیعت پر ہوجاتا ہے، پھراسی شوق شوق کے غلبہ میں کام ہوتا رہتا ہے، اوراسی شوق پر تانے بانے بُنے جاتے رہتے ہیں، اوراس حالت میں مبتلا ہوکر اپنے شوق وغلبہ کے خلاف جوبھی طرزِعمل سامنے آئے، اس پرنشتر چلانے شروع کردیے جاتے ہیں، دین وفقہ کے مسائل اوردین کے احکام کی درجہ بندی کا علم نہیں ہوتا، اس لیے افراط وتفریط کی صورتیں سامنے آتی ہیں۔

ایسے حضرات کی طرف سے کم علمی کی وجہ سے بعض اوقات کسی عمل کے مختلف فضائل سن کر صرف فضائل کی بنیاد پرہی اس کام کو سب کے لیے فرض وواجب کا درجہ دے دیا جاتا ہے، حالانکہ اس کا درجہ اس سے کم ہوتا ہے، اور کسی عمل کی صرف فضیلت کی وجہ سے اس کی ترغیب تو دی جاسکتی ہے، لیکن جب تک شرعی دلائل سے اس کا دوسرے پر متعین طریقہ سے فرض یا واجب ہونا ثابت نہ ہو،

www.idaraghufran.org

اس وقت تک دوسرے کے اس عمل کو ترک کرنے پر نکیر کرنا درست نہیں۔

گزشتہ دنوں ایک تاجر صاحب کا خط آیا، جس میں انہوں نے علم وفقہ کی کمی اور دین کے شوق کی وجہ سے اسی نوعیت کے مختلف اعتراضات کیے، وہ اعتراضات چونکہ دین کے رنگ اور دینداری کے پیرائے میں تھے، اس لیے ہم یہی فرض کر لیتے ہیں، اور حسنِ ظن رکھ لیتے ہیں کہ معترض صاحب نے محض شرارت وعداوت کے طور پر وہ اعتراضات نہیں کیے، بلکہ صحیح علم سے محروم اور غلو پر مبنی خشک دینداری میں مبتلا ہونے کی وجہ سے کیے ہیں۔

لیکن دینداری کا چونکہ یہ ایک غلط تصور ہے، جس میں بہت سے لوگ مبتلا ہیں، جس کی وجہ سے وہ خود بھی مصیبت میں رہتے اور منفی ذہنیت کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں، دوسرے عامۃ المسلمین کے اعمال وافعال بھی ان کی تنگ نظری پر مبنی اور دین کے غلط تصور پر مشتمل دماغی سانچے پر منطبق نہیں ہوتے، اس لیے یہ ان کے لیے بھی وبالِ جان بنے رہتے ہیں، سو اس طرزِ عمل کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔

باقی جو بددین اور فاسق وفاجر مزاج قسم کے لوگ ہیں، جن کو اہلِ دین اور علمِ دین کی کسی بھی سرگرمی وکوشش سے بیر ہوتا ہے، ان کا معاملہ تو اللہ ہی کے سپرد ہے، ان سے کون سا زمانہ خالی رہا ہے کہ یہ قربِ قیامت کا دورِ فتن ان سے خالی ہوگا، اور خود انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو ایسوں کے ہاتھوں کیا کچھ ذہنی یا جسمانی ایذائیں نہیں پہنچیں کہ متبعینِ انبیاء ان سے بچ پائیں۔

## نماز باجماعت کے ترک پر نکیر

ان معترض صاحب نے خط میں لکھا کہ فلاں صاحب جن کا آپ سے تعلق ہے، وہ بعض اوقات بازار میں کسی دکان پر ایسے وقت خرید وفروخت کرتے ہوئے دیکھے گئے کہ اس وقت اس علاقہ کی مسجد میں باجماعت نماز کا وقت تھا، مگر انہوں نے وہاں جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی، اس سے لوگوں پر غلط اثر پڑتا ہے، جو لوگ خود اللہ کا حکم توڑتے ہیں، وہ دوسروں کو کیا دین سکھائیں گے، لہٰذا آپ ان صاحب کو سمجھائیں کہ ایسی حرکات سے باز رہیں، اور بھی نہ جانے انہوں نے اپنے خط میں کیا کچھ لکھا۔

میں نے ان متعلقہ صاحب سے اس سلسلہ میں معلوم کیا، اور ان کو فہمائش بھی کی۔

www.idaraghufran.org

لیکن ساتھ ہی معلوم ہوا کہ بعض اوقات مسجد میں نماز باجماعت ترک کرنے کا دینی وفقہی اعتبار سے معقول عذر ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بعد میں کسی کے ساتھ یا تنہا حسبِ موقعہ ادا نماز پڑھ لیتے ہیں، اور وہ حتی الامکان نماز کو قضاء نہیں ہونے دیتے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ بعض اوقات کسی بھی انسان کو کام کاج کے دوران یا کسی اور حالت میں ایسا عذر پیش آ سکتا ہے کہ جس کی وجہ سے اسے جماعت سے فرض نماز کا ترک کرنا جائز ہوتا ہے، اور اگر کوئی مسجد میں نماز باجماعت ادا نہ کرے، تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے غیر مسجد میں بھی جماعت سے نماز ادا نہ کی ہوگی، یا سرے سے نماز قضا ہی کر دی ہوگی، کسی شخص اور خاص طور پر دین دار پر بلا دلیل وبلا تحقیق ایسا حکم لگانا درست نہیں ہوتا، بلکہ بدگمانی کے ساتھ بدزبانی کے زمرہ میں بھی داخل ہو جاتا ہے، جو کہ گناہ ہے۔

## فرض نماز باجماعت کی حیثیت کے متعلق فقہاء کے اقوال

جہاں تک فرض نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کا تعلق ہے، تو فرض نماز کے باجماعت ادا کرنے کے بلاشبہ عظیم الشان فضائل ہیں، جن کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں پائی جاتی۔

رہا یہ کہ فرض نماز کو باجماعت ادا کرنے کا کیا درجہ ہے؟

تو اس سلسلہ میں فقہی علم کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے، اور اس کے متعلق فقہائے کرام کی آراء مختلف ہیں۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب تک کوئی معتبر عذر نہ ہو، اس وقت تک مرد حضرات کو فرض نماز باجماعت پڑھنا بعض فقہائے کرام کے نزدیک سنتِ مؤکدہ ہے۔

اور بعض فقہائے کرام کے نزدیک فرض نماز کو باجماعت پڑھنا واجب ہے۔

جبکہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک فرضِ کفایہ یا واجب علی الکفایہ ہے، شافعیہ کا اصح قول اور حنابلہ ومالکیہ کا ایک قول اسی کے مطابق ہے، جبکہ حنابلہ ومالکیہ کا ایک قول سنتِ مؤکدہ کفایہ ہونے کا ہے، حنفیہ میں سے امام کرخی اور امام طحاوی کا قول بھی شافعیہ وغیرہ کے مطابق یہی ہے کہ فرض نماز باجماعت کی فرضیت یا وجوبیت اور تاکید تو کفایہ درجہ کی ہے، اس کے بعد بقیہ لوگوں کے لیے باعثِ

Idara Ghufran

فضیلت ہے، جس کی رُو سے اگر علاقہ کے کچھ لوگ جماعت کے ساتھ فرض نماز ادا کر لیں، تو اس علاقہ کے دوسرے لوگ صرف ترکِ جماعت کی وجہ سے گناہ گار نہیں ٹھہرتے، بشرطیکہ اس علاقہ کی مسجد میں کچھ لوگ با جماعت نماز ادا کریں، اور مساجد کا بالکلیہ معطل کرنا لازم نہ آئے۔

فقہائے کرام کی عبارات میں ان سب چیزوں کی تصریح وتوضیح پائی جاتی ہے۔ [1]

[1] ذهب الحنفية -فى الأصح -وأكثر المالكية، وهو قول للشافعية، إلى أن صلاة الجماعة فى الفرائض سنة مؤكدة للرجال،وهي شبيهة بالواجب فى القوة عند الحنفية .وصرح بعضهم بأنها واجبة -حسب اصطلاحهم -واستدلوا بما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال :صلاة الجماعة تفضل على صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة وفي رواية :بخمس وعشرين درجة، فقد جعل النبى صلى الله عليه وسلم الجماعة لإحراز الفضيلة، وذا آية السنن، وقال عبد الله بن مسعود فى الصلوات :إنها من سنن الهدى .وذهب الشافعية -فى الأصح عندهم -، إلى أنها فرض كفاية، وهو قول بعض فقهاء الحنفية، كالكرخي والطحاوى، وهو ما نقله المازرى عن بعض المالكية . واستدلوا بقول النبى صلى الله عليه وسلم :ما من ثلاثة فى قرية ولا بدو لا تقام فيهم الصلاة إلا قد استحوذ عليهم الشيطان، فعليك بالجماعة فإنما يأكل الذئب القاصية .وقد فصل بعض المالكية فقالوا :إنها فرض كفاية من حيث الجملة أى بالبلد؛ فيقاتل أهلها عليها إذا تركوها، وسنة فى كل مسجد وفضيلة للرجل فى خاصة نفسه .وذهب الحنابلة، وهو قول للحنفية والشافعية إلى أنها واجبة وجوب عين وليست شرطا لصحة الصلاة، خلافا لابن عقيل من الحنابلة، الذى ذهب إلى أنها شرط فى صحتها قياسا على سائر واجبات الصلاة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٧، ص١٦٦، ماده، صلاة الجماعة)

ولما كان الوجوب قد ينفك عن الشرطية قال أحمد إنها واجبة غير شرط انتهى وظاهر نص الشافعي أنها فرض كفاية وعليه جمهور المتقدمين من أصحابه وقال به كثير من الحنفية والمالكية والمشهور عند الباقين أنها سنة مؤكدة(فتح البارى شرح صحيح البخارى، ج٢، ص١٢٦، قوله باب وجوب صلاة الجماعة)

وحكى ابن عبد البر الإجماع على أنه لا يجوز أن يجتمع على تعطيل المساجد كلها من الجماعات، وبذلك رجح قول من قال :إن الجماعة فرض كفاية (فتح البارى لابن رجب، ج٥، ٤٥١، كتاب الآذان، باب وجوب صلاة الجماعة)

وظاهره أنها سنة فى البلد وفى كل مسجد وفى حق كل مصل وهذه طريقة الأكثر وقتال أهل البلد على تركها على هذا القول لتهاونهم بالسنة وقال ابن رشد وابن بشير إنها فرض كفاية بالبلد يقاتل أهلها عليها إذا تركوها وسنة فى كل مسجد ومندوبة للرجل فى خاصة نفسه قال الأبى وهذا أقرب للتحقيق(حاشية الدسوقى، ج١، ص٣٢٠، فصل حكم صلاة الجماعة وما يتعلق بها)

لو أقام الجماعة طائفة يسيرة من أهل البد وأظهروها فى كل البلد ولم يحضرها جمهور المقيمين فى البلد حصلت الجماعة ولا إثم على المتخلفين كما إذا صلى على الجنازة طائفة يسيرة هكذا قاله غير واحد وظاهر الحديث الصحيح فى الهم بتحريق بيوت المتخلفين عن الجماعة يخالف هذا ولكن هم النبى صلى الله عليه وسلم بتحريقهم ولم يفعل ولو كان واجبا لما تركه(المجموع شرح المهذب، ج٤، ص١٨٦، باب صلاة الجماعة)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض نماز کے سنتِ کفایہ یا فرضِ کفایہ اور واجب علی الکفایۃ ہونے کا قول بھی متعدد فقہائے کرام کا ہے، اور وہ شاذ درجہ کا قول نہیں ہے۔

مزید یہ کہ اس قول کے دلائل بھی شرعی وفقہی اعتبار سے کمزور نہیں ہیں۔ ۱

۱ (واحتج) أصحابنا والجمهور على أنها ليست بفرض عين بقوله صلى الله عليه وسلم "صلاة الجماعة أفضل من صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة "رواه البخارى ومسلم من رواية ابن عمر وروياه من رواية أبى هريرة وقال "بخمس وعشرين درجة "ورواه البخارى أيضا من رواية أبى سعيد قالوا ووجه الدلالة أن المفاضلة انما تكون حقيقتهما بين فاضلين جائزين (والجواب) عن حديث الهم بتحريق بيوتهم من وجهين(أحدهما)جواب الشافعي وغيره أن هذا ورد فى قوم منافقين يتخلفون عن الجماعة ولا يصلون فرادى وسياق الحديث يؤيد هذا التأويل وقوله فى حديث ابن مسعود رأيتنا وما يتخلف عنها إلا منافق صريح فى هذا التأويل (والثانى) أنه صلى الله عليه وسلم قال لقد هممت ولم يحرقهم ولو كان واجبا لما تركه (فان قيل) لو لم يجز التحريق لماهم به (قلنا) لعله هم به بالاجتهاد ثم نزل وحى بالمنع منه أو تغير الاجتهاد وهذا تفريع على الصحيح فى جواز الاجتهاد له صلى الله عليه وسلم وأما حديث ابن مسعود فليس فيه تصريح بأنها فرض عين وإنما فيه بيان فضلها وكثرة محافظته عليها وأما حديث الأعمى فجوابه ما أجاب به الأئمة الحفاظ الفقهاء أبو بكر محمد بن اسحق بن خزيمة والحاكم وابو عبد الله والبيهقى قالوا لا دلالة فيه لكونها فرض عين لأن النبى صلى الله عليه وسلم رخص لعتاب حين شكا بصره أن يصلى فى بيته وحديثه فى الصحيحين قالوا وإنما معناه لا رخصة لک تلحقک بفضيلة من حضرها وأما حديث ابن عباس فتقدم بيان ضعفه وأما حديث جابر وأبى هريرة فضعيفان فى إسنادهما ضعيفان(المجموع شرح المهذب، ج۴،ص ۱۹۲،باب صلاة الجماعة)

وظاهر نص الشافعي أنها فرض كفاية وعليه جمهور أصحابه المتقدمين، وصححه النووى فى المنهاج كأصل الروضة، وبه قال بعض المالكية، واختاره الطحاوى والكرخي وغيرهما من الحنفية لحديث أبى داود، وصححه ابن حبان وغيره :ما من ثلاثة فى قرية أو بلد ولا تقام فيه الصلاة إلا استحوذ عليهم الشيطان أى غلب.ويمكن أن يقال التهديد بالتحريق وقع فى حق تاركى فرض الكفاية لمشروعية قتال تاركى فرض الكفاية. وأجيب عن حديث الباب بأنه هم ولم يفعل، ولو كانت فرض عين لما تركهم، أو أن فرضية الجماعة نسخت، أو أن الحديث ورد فى قوم منافقين يتخلفون عن الجماعة ولا يصلون، ما يدل عليه السياق .فليس التهديد لترک الجماعة بخصوصه فلا يتم الدليل .وتعقب بأنه يبعد اعتناؤه عليه الصلاة والسلام بتأديب المنافقين على تركهم الجماعة مع علمه بأنه لا صلاة لهم .وقد كان عليه الصلاة والسلام معرضا عنهم وعن عقوبتهم مع علمه بطويتهم.وأجيب بأنه لا يتم إلا أن أدعى أن ترک معاقبة المنافقين كان واجبا عليه ولا دليل على ذلک وإذا ثبت أنه كان مخيرا فليس فى إعراضه عنهم ما يدل على وجوب ترک عقوبتهم .وفى قوله فى الحديث الآتى، إن شاء الله، بعد أربعة أبواب :ليس صلاة أثقل على المنافقين من العشاء والفجر، دلالة على أنه ورد فى المنافقين .لكن المراد نفاق المعصية لا نفاق الكفر كما يدل عليه حديث أبى هريرة المروى فى أبى داود، ثم آتى قوما يصلون فى بيوتهم ليست بهم علة .نعم سياق حديث الباب يدل على الوجوب من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

# مسجد میں باجماعت نماز کی حیثیت

پھر جب تک کوئی عذر نہ ہو، عام حالات میں فرض نماز مسجد میں باجماعت پڑھنا سنت ہے، لیکن اگر کوئی کسی مجبوری وعذر سے مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ مثلاً گھر یا دفتر یا دوکان وغیرہ میں باجماعت فرض نماز پڑھ لے، اگرچہ ایک شخص کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو، اور وہ سمجھدار بچہ یا عورت ہی کیوں نہ ہو، تب بھی تمام فقہائے کرام کے نزدیک جماعت سے نماز پڑھنے کے حکم پر عمل ہوجاتا ہے، خواہ فرض نماز باجماعت پڑھنے کا حکم فرض، واجب یاسنتِ موکدہ میں سے جس درجہ کا بھی ہو۔

اگرچہ اس صورت میں مسجد کے اندر اور بڑی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت حاصل نہ ہو، اور مسجد کو معطل ہونے سے بچانے کا حکم اپنی جگہ ہے۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جهة المبالغة فى ذم من تخلف عنها .ومحل الخلاف إنما هو فى غير الجمعة، أما هى فالجماعة شرط فى صحتها وحينئذ فتكون فيها فرض عين .ثم إن التقييد بالرجال فى قوله :ثم أخالف إلى رجال، يخرج الصبيان والنساء فليست فى حقهن فرضا جزما، والخلاف السابق فى المؤداة.أما المقضية فليست الجماعة فيها فرض عين ولا كفاية، ولكنها سنة(إرشاد السارى لشرح صحيح البخارى،للقسطلانى، ج٢،ص٢٥،باب وجوب صلاة الجماعة)

[1] واختلف فيها هل هى فرض أو سنة؟ وعلى الأول هل هى فرض عين أو كفاية؟ خلاف بين الأئمة . والصحيح فى مذهب الشافعى أنها فى غير الجمعة فرض كفاية على الأحرار الذكور المقيمين غير أولى العذر، أما فى الجمعة ففرض عين لأنها شرط لصحتها فى الركعة الأولى، وأقلها فى غير الجمعة إمام ومأموم(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج٦،ص٥٤٨،باب فضل صلاة الجماعة)

وإن صلى وحده يجوز واختلف العلماء فى إقامتها فى البيت والأصح أنها كإقامتها فى المسجد وفى شرح خواهر زاده هى سنة مؤكدة غاية التأكيد وقيل فرض كفاية وهو اختيار الطحاوى والكرخى وغيرهما وهو قول الشافعى المختار وقيل سنة وفى الجواهر عن مالك هى سنة مؤكدة وقيل فرض كفاية (عمدة القارى، ج٥، ص ١٦٢، كتاب مواقيت الصلاة، باب وجوب صلاة الجماعة)

ويحصل فضل الجماعة بواحد ولو صبيا يعقل أو امرأة ولو فى البيت مع الإمام (حاشية الطحطاوى على مراقى، ص ٢٨٧، كتاب الصلاة، باب الامامة)

(الجماعة) وهى ما فوق الواحد كذا عن محمد ولذا لو حلف لا يصلى بجماعة فأم صبيًا يعقل حنث لا فرق بين كونها فى المسجد أو غيره حتى لو صلى بنحو زوجته فى بيته نال فضلها (النهر الفائق، ج ١، ص ٢٣٨، كتاب الصلاة، باب الامامة)

وبالجملة ينبغى للمجتهد أن يدير التضعيف وعدمه على الاجتماع والانفراد دون المسجد، والبيت،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# عذر کی صورت میں ترکِ جماعت کا حکم

جبکہ بعض کام یا اعذار ایسے ہو سکتے ہیں کہ ان کو اختیار کرنا متعین شخص پر واجب یا ضروری ہو جاتا ہے، یا اور کوئی ایسا عذر ہوتا ہے، جس کی بناء پر اس کو جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم اور اس کی تاکید ضروری نہیں رہتی، چہ جائیکہ اس کو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنا ضروری قرار دیا جائے۔

چنانچہ فقہائے کرام نے تیماردار شخص کے لیے جو مریض کی تیمارداری میں مصروف ہو، جیسا کہ بعض مریضوں کے ساتھ تیماردار ہسپتال وغیرہ میں ہوتے ہیں، اور نماز باجماعت کے لیے جانے سے مریض کو تکلیف ہوتی ہو، مثلاً اس وقت کوئی دوسرا قریبی مددگار موجود نہ ہو، اور مریض کو کسی بھی وقت کوئی ضرورت پیش آ سکتی ہو، یا دوا وغیرہ لا کر دینی پڑ سکتی ہو، اس کے لیے باجماعت فرض نماز، بلکہ جمعہ کے دن جمعہ کی عظیم الشان نماز کو بھی معاف قرار دیا ہے، ایسے شخص کو جماعت چھوڑ کر بغیر جماعت کے مریض کے قریب رہتے ہوئے فرض نماز پڑھنے اور جمعہ کی نماز کے بجائے ظہر کی نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔

اس کے علاوہ صحیح احادیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر پیشاب پائخانہ کا سخت دباؤ ہو، اور فرض نماز باجماعت تیار ہو، تو پہلے پیشاب پاخانہ کے تقاضہ سے فارغ ہوا جائے، پھر نماز پڑھی جائے، خواہ اس کی وجہ سے جماعت نکل جائے، جبکہ نماز قضاء نہ ہو۔

اسی طرح صحیح احادیث میں یہ مسئلہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر کھانا تیار ہو، اور بھوک لگی ہو یا کھانے کا تقاضہ ہو، اور دوسری طرف فرض نماز باجماعت بھی تیار ہو، تو پہلے کھانے کی ضرورت پوری کی جائے، خواہ اس درمیان جماعت نکل جائے، ایسی صورت میں کھانے سے فراغت کے بعد ہی نماز

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وكذلك ورد فى الحديث وضوء هم على عادتهم فى الإتيان إلى المساجد، لكونه مناطا حتى إذا لم يأت من مكانه متوضئا أو أتى من مكان قريب أو صلى فى بيته بالجماعة أدرك هذا الأجر فليخرج المناط وليحترز عن المشى على القواعد فقط.ثم الحديث إنما سيق لبيان الفرق بين حال الانفراد والاجتماع، أما إذا كانت الجماعة قليلة والأخرى كثيرة، فإن الثانية للفضل على الأولى بعدد من فيها (فيض البارى، ج٢، ص ٩٨، كتاب الصلاة، باب الصلاة فى مسجد السوق)

وكونها فى المسجد أفضل منها فى غير المسجد(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٣، ص١٥٨، ماده،فضائل،فضل صلاة الجماعة على غيرها)

www.idaraghufran.org

پڑھی جائے،بشرطیکہ نماز قضاء نہ ہو۔

علاوہ ازیں فقہائے کرام نے جان و مال کی حفاظت کو بھی ترکِ جماعت کے معتبر اعذار میں شمار کیا ہے۔ [1]

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم،چونکہ اپنے شوق کے بجائے شریعت کے احکام کا علم حاصل کرکے ان پر عمل کیا کرتے تھے،اس لیے ان حضرات کا اپنے مزے یا شوق کے بجائے احادیث وسنت پر عمل تھا، چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ وہ بعض اوقات کھانا کھارہے ہوتے تھے،اور وہیں قریب مسجد میں نماز باجماعت کھڑی ہوجاتی تھی،ان کو امام کی آواز بھی آرہی ہوتی تھی،لیکن وہ اس حالت میں پہلے کھانے کی ضرورت سے فارغ ہوتے تھے،اور بعد میں نماز پڑھتے تھے۔ [2]

---

[1] ثم لما كان فى شهود الجماعة حرج للضعيف، والسقيم، وذى الحاجة اقتضت الحكمة أن يرخص فى تركها عند ذلك، ليتحقق العدل بين الإفراط والتفريط :فمن أنواع الحرج ليلة ذات برد ومطر، ويستحب عند ذلك قول المؤذن :ألا صلوا فى الرحال .ومنها حاجة يعسر التربص بها كالعشاء إذا حضر، فإنه ربما تتشوف نفس إليه، وربما يضيع الطعام، وكمدافعة الاخبثين، فإنه بمعزل عن فائدة الصلاة مع ما به من اشتغال النفس، ولا اختلاف بين حديث لا صلاة بحضرة الطعام "وحديث "لا تؤخروا الصلاة لطعام ولا غيره "إذ يمكن تنزيل كل واحد على صورة أو معنى إذ المراد نفى وجوب الحضور سدا لباب التعمق، وعدم التأخير هو الوظيفة لمن أمن شر التعمق، وذلك كتنزيل فطر الصائم وعدمه على الحالين، أو التأخير إذا كان تشوف إلى الطعام، أو خوف ضياع وعدمه إذا لم يكن، وذلك مأخوذ من حالة العلة.ومنها ما إذا كان خوف فتنة كامرأة أصابت بخورا، ولا اختلاف بين قوله صلى الله عليه وسلم " :إذا استأذنت امرأة أحدكم إلى المسجد فلا يمنعها "وبين ما حكم به جمهور الصحابة من منعهن إذ المنهى الغيرة التى تنبعث من الأنفة دون خوف الفتنة، والجائز ما فيه خوف الفتنة، وذلك قوله صلى الله عليه وسلم الغيرة غيرتان "الحديث، وحديث عائشة "إن النساء أحدثن "الحديث.ومنها الخوف والمرض، والأمر فيهما الظاهر(حجة الله البالغة، ج ٢،ص ١٤١،من أبواب الصلاة)

والأخبار كلها محمولة على الاستحباب، والتحريض على الجماعات، بدليل ما رويناه من الأخبار، هذا كله لمن لم يكن له عذر، فإن كان له عذر جاز أن يترك الجماعة، مثل أن يكون فى الطريق وحل شديد، وكانت السماء تمطر أو كان البرد مفرطا.أو الرياح تهب شديدًا أو كان يخاف على نفسه أو على ماله، ولا يجد من يحفظ أمتعته فى بيته(التعليقة للقاضى حسين،على مختصر المزنى، ج ٢،ص ١٠٠٩ ، كتاب الصلاة،باب فضل الجماعة والعذر بتركها)

[2] عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا وضع عشاء أحدكم وأقيمت الصلاة، فابدئوا بالعشاء ولا يعجل حتى يفرغ منه وكان ابن عمر: يوضع له الطعام، وتقام الصلاة، فلا يأتيها حتى يفرغ، وإنه ليسمع قرائة الإمام(بخارى، رقم الحديث ٦٧٣)

اسی طرح کا واقعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی روایات میں آیا ہے۔ [1]

جبکہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سنت کے بڑے متبع اور سنتوں سے بڑی محبت کرنے والے تھے، لیکن آج اگر کوئی بزرگ یا عالم ایسا کرے، اور قریب میں نماز با جماعت ہو رہی ہو، تو اس پر کم علم عابدوں کی طرف سے نہ جانے کیا کیا فتوے لگا دیئے جائیں۔

حالانکہ یہ عمل خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ حضرات سے ثابت ہے۔

واقعی! دین کا علم اور خاص کر فقہ بڑی دولت اور نعمت ہے، جس کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے، اس کو دین میں تفقہ اور دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے

(ملاحظہ ہو: بخاری، رقم الحدیث ۷۱)

لہٰذا اگر کوئی شخص کسی وقت مسجد میں با جماعت فرض نماز ادا نہ کرے، تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے مسجد کے علاوہ بھی با جماعت نماز ادا نہ کی ہو یا اس نے بغیر معقول عذر کے جماعت کی نماز کو ترک کیا ہو۔

بالخصوص جبکہ اس سلسلہ میں فقہائے کرام کے اقوال بھی مختلف ہیں، ایسی صورت میں کسی وقت مسجد کی با جماعت نماز کے ترک کرنے والے سے بدگمانی کرنا یا اس پر تنقید کرنا، بجائے خود قابلِ اصلاح طرزِ عمل ہے۔

جن لوگوں کو دین کا شوق پیدا ہو جاتا ہے، مگر علم وفقہ کی کمی ہوتی ہے، وہ اپنے شوق کی بنیاد پر عمل کیے جاتے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں خود بھی کئی گناہ کرتے ہیں، اور دوسروں پر بھی ایسے عمل کی وجہ سے نکیر کر کے گناہ گار ہوتے ہیں کہ وہ کام منکر کی فہرست میں نہیں آتا، غیر منکر فعل پر نکیر کرنا، خود منکر فعل ہوتا ہے، اور جس پر نکیر کی جا رہی ہے، اس کا فعل منکر نہیں ہوتا۔

---

[1] عن هشام بن عروة ، عن ابن لأبى المليح ، عن أبيه ، قال : كنا مع أبى بكر وقد خرج لصلاة المغرب وأذن المؤذن فتلقى بقصعة فيها ثريد ولحم ، فقال : اجلسوا فكلوا فإنما صنع الطعام ليؤكل ، فأكل ، ثم دعا بماء فغسل أطراف أصابعه ومضمض وصلى (مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۸۰۰۴)

فقہائے کرام نے اس بات کی بھی تصریح فرمائی ہے کہ جو مسئلہ فقہا و مجتہدین کے درمیان اختلافی و اجتہادی ہو، اس میں جانبِ مخالف پر نکیر کرنا جائز نہیں ہوتا، اور باجماعت نماز کے بارے میں متعدد فقہاء کا قول وجوب یا سنت علی الکفایۃ کا ہے، جس کے متعلق پہلے عرض کیا جاچکا ہے، پس اس قول کے مطابق جب کفایہ درجہ میں عمل ہورہا ہو، تو دوسرے لوگوں بالخصوص فقہی اعتبار سے معذور و معفو عنہ لوگوں پر نکیر کرنے کا کیا مطلب؟

## دین کے رنگ میں معاشرتی بگاڑ

ہمارے سامنے ایسے واقعات آتے رہتے ہیں کہ بعض کم علم دیندار لوگ وقت بے وقت آکر اپنی بیوی سے کھانے کا مطالبہ کرتے ہیں، اور جب کھانا تیار ہوتا ہے، اس وقت نماز یا کسی دوسرے دین کے کام میں مشغول ہوجاتے ہیں، پھر جب بیوی کے آرام یا دوسرے کام میں مشغولی کا وقت ہوتا ہے، اس وقت بیوی سے تازہ اور گرم کھانے کا مطالبہ کرتے ہیں، اور بیوی کی طرف سے سُستی سامنے آنے پر جھگڑتے ہیں، مار پیٹ کرتے ہیں، اور بعض اوقات طلاق تک بھی دے دیتے ہیں، جو کہ ہمارے معاشرتی بگاڑ کی بدترین شکل ہے۔

اس طرح کے اور بھی واقعات سامنے آتے رہتے ہیں۔

افسوس ہے کہ آج کل معاشرت کو دین کا حصہ ہی نہیں سمجھا جاتا، جس کی وجہ سے اچھے خاصے دین دار لوگ معاشرتی بگاڑ میں مبتلا ہوتے ہیں، اور وہ اس کے نتیجہ میں کئی حقوق العباد کی خلاف ورزی اور ایذائے مسلم کا سبب بنتے ہیں، جو کہ حرام ہے۔

مجھے ایک صاحب نے اپنے علاقہ کا ایک واقعہ سنایا کہ ان کے علاقہ میں ایک صاحب کی بیوی نے اپنے شوہر سے عشاء کی نماز سے پہلے کہا کہ کھانا تیار ہے، کھانا کھالو، شوہر نے کہا کہ نہیں ابھی عشاء کی نماز کا وقت ہے، اور وہ صاحب مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے چلے گئے، نماز کے بعد مسجد کے اندر تعلیم میں اور اس کے بعد مسجد میں جماعت آئی ہوئی تھی، اس کے ساتھ مذاکرہ، خبرگیری وغیرہ میں مشغول ہوگئے، جب ان سب کاموں سے فارغ ہوکر اپنے گھر آئے، تو کافی دیر ہوچکی تھی، اور

ان کی بیوی دن بھر کے کام کاج سے تھک کر سو چکی تھی، ان صاحب نے گھر آ کر بیوی کو جگایا کہ مجھے کھانا دو، بیوی تھکی ہوئی تھی اور نیند کا غلبہ تھا، اس سے اٹھنے میں سستی ہوگئی، تو میاں صاحب نے غصہ میں آ کر بیوی کو بُرا بھلا کہا، گالیاں دیں، اور اس وجہ سے اس کو اتنا سخت مارا پیٹا کہ بیوی کے ہاتھ کی کہنی کی ہڈی ہی ٹوٹ گئی، جس پر اسی وقت راتوں رات گاڑی کرایہ پر کرا کر بیوی کو گاؤں سے شہر کے ہسپتال لے جانا پڑا، اور ساری رات اسی میں گزر گئی، کھانا پینا سب دھرا کا دھرا رہ گیا۔

اندازہ لگائیے کہ ہمارے یہاں کم علم لوگوں میں کس قدر جہالت ہے، اور یہ دین کے رنگ میں جہالت ہے، نہ گالی گلوچ کے گناہ ہونے کی طرف توجہ ہے، نہ کسی کی تکلیف وایذاءرسانی کے گناہ کی شدت کا پتہ ہے، نہ مارنے پیٹنے اور ہڈی توڑنے کے کبیرہ گناہ ہونے اور حقوق العباد کا خیال ہے، بس تمام چیزوں کو نظر انداز کر کے مسجد میں نماز با جماعت وغیرہ کی اہمیت ہے۔

اللہ اس طرح کی کم علمی پر مشتمل دین کے غلو پر مشتمل خشک پھیکے شوق سے بچائے۔

مجھے ایک اور صاحب نے یہ واقعہ سنایا کہ میں نماز با جماعت کا حتی الامکان اہتمام کرتا ہوں، اور میں دوکاندار ہوں، ایک مرتبہ میرے پاس گاڑی کا سامان خریدنے کے لیے کچھ گاہک آئے، جنہوں نے خریداری کرنے کے بعد دور دراز اپنے علاقہ میں جانا تھا، سفر لمبا تھا، اور تاخیر ہونے پر ان کو اپنے گھر اور منزل پر پہنچنا مشکل تھا، اس لیے انہوں نے درخواست کی کہ ہمیں پہلے فارغ کر دیں، تاکہ ہم فارغ ہو کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوں، ورنہ گھر پہنچنا مشکل ہو جائے گا، اور یہاں رات کو ٹھہرنے کا انتظام نہیں ہے، اور گھر پہنچنا بھی ضروری ہے۔

اس وقت محلّہ کی مسجد میں جماعت کا بھی وقت تھا، میں نے ان مسافروں کی مجبوری اور عذر کو دیکھتے ہوئے ان کو فارغ کرنا چاہا، اسی درمیان میرے قریب کے بعض دوکاندار مسجد میں نماز کے لیے جاتے ہوئے میرے پاس آئے، اور مجھے کہا کہ نماز کا وقت ہے، مسجد میں جماعت کی نماز تیار ہے، جلدی مسجد چلو، میں نے کہا کہ آپ لوگ چلو، میں ابھی فارغ ہو کر آتا ہوں، لیکن انہوں نے مجھے اس پر لعن طعن کرنا شروع کر دیا، اور کہا کہ تم دنیادار ہو، با جماعت نماز کی تمہارے دل میں اہمیت نہیں، مال کی اہمیت ہے، پھر اس واقعہ کے بعد بھی وہ لوگ مجھے لعن طعن کرتے اور بُرا بھلا کہتے

رہے،اور مجھے ذلیل ورسوا کرتے رہے، حالانکہ میں نے ان کو گاہکوں کی مجبوری بھی بتائی،مگرانہوں نے میری ایک نہ سنی۔

ملاحظہ فرمائیے کہ مسجد کی نماز باجماعت کی اہمیت تو ان کم علم اور دین کا شوق رکھنے والے لوگوں کے دل میں تھی،لیکن دوسرے کی مجبوری کی ضرورت اور لعن طعن کرنے اور دوسرے کی تحقیر کرنے کی برائی کی قباحت ان کے دلوں میں نہیں تھی، حالانکہ یہ کام حرام اور گناہ ہیں،اور مسجد میں باجماعت نماز کا درجہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے،اور یہ بھی کہ جماعت کے ترک کرنے کے اعذار میں فقہائے کرام نے دوسرے کی مجبوری اور بدنی یا مالی نقصان سے حفاظت کو بھی ذکر کیا ہے،مثلاً کسی شخص نے کوئی سامان خریدا،یا اس کے ساتھ سامان ہے،جس کو چھوڑ کر مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے جانے کی صورت میں مال کے ضائع یا خرد برد ہونے کا خطرہ ہے،تو وہ مال کی حفاظت کے لیے جماعت ترک کرسکتا ہے،اس کو بغیر جماعت کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے،جبکہ نماز قضاء نہ کرے۔

میں نہیں کہتا کہ سارے دیندار ایسے ہیں، بلکہ جو ایسے ہیں،ان کی غلطی کو بتلانا مقصود ہے۔

لہٰذا نماز باجماعت کی اہمیت اپنی جگہ ہے،لیکن اسی کے ساتھ دین کے دوسرے احکام،اور خاص کر اخلاق ومعاشرت اور حقوق العباد کا علم حاصل کرنا اور ان کے درجات کو پہچاننا بھی تو ضروری ہے، کیونکہ یہ بھی نماز باجماعت وغیرہ کی طرح دین ہی کے احکام ہیں، بلکہ بعض اوقات اس قسم کے کاموں کی اہمیت کسی خاص وقت کی نماز باجماعت سے زیادہ ہوجاتی ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ دین کے بعض کاموں کو تو بہت اہمیت دی جائے،اور دین کے دوسرے ضروری کاموں کی اہمیت کو نظر انداز کردیا جائے۔

اس طرح کی باتیں سن کر بعض دین دار حضرات یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ عام مسلمانوں کے دلوں میں پہلے سے نماز باجماعت کی اہمیت نہیں،ان کو اس طرح کی باتوں سے مزید چھوٹ مل جاتی ہے، لہٰذا نماز باجماعت کی اہمیت کو کم کرنے کے بجائے اس کی اہمیت کو زیادہ بڑھا کر بیان کرنا چاہیے۔

لیکن ان لوگوں کا یہ اعتراض شرعی وفقہی اعتبار سے اہمیت نہیں رکھتا، کیونکہ ہم تو شریعت کے احکام کو اپنے درجہ پر رکھ کر بیان کرنے کے مکلّف ہیں،اور ہم نے یہی کام کیا ہے،نماز باجماعت کا جو فقہی

درجہ اوراس سلسلہ میں فقہاء کے جواقوال ہیں، ان کوواضح کیا ہے، نہ تواس کواپنے درجہ سے گھٹایا اور نہ بڑھایا، جولوگ اس کواپنے درجہ سے بڑھاتے ہیں، جس طرح وہ قصوروار ہیں، اسی طرح اس کو اپنے درجہ سے گھٹانے والے بھی قصوروار ہیں۔

## ہواخوری اور سیروتفریح کا درجہ

ان ہی صاحب نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا کہ آپ کے بارے میں بعض اوقات معلوم ہوتا ہے کہ کسی جگہ سیروتفریح کرنے گئے، مگر ہمیں یہ چیز اچھی نہیں لگتی، ایک طرف توشہروں اور بازاروں میں لوگ دین سے دور ہوتے جارہے ہوں، نماز نہ پڑھتے ہوں، بچے موبائل اور انٹرنیٹ کے ذریعہ فحاشی پھیل رہی ہو، اور آپ جیسے اہلِ علم حضرات سیروتفریح کے لیے جائیں، اور منبر پر بیٹھ کران کے نقصانات نہ بتلائے جائیں، یہ کیسے مناسب ہوسکتا ہے۔

دوسری طرف سیروتفریح کے مقامات پر بے پردگی اور بدنظری کے واقعات بھی عام ہوتے ہیں، ایسے میں دیندارلوگوں کا وہاں تفریح کے لیے پہنچ جانا، کس طرح زیب دیتا ہے، اور بھی کچھ اِدھر اُدھر کی باتیں لکھی تھیں۔

ان صاحب نے یہ سب باتیں بلاتحقیق خود ہی فرض کرلی ہیں، ہم اپنے جمعہ وعیدین اور دوسرے اجتماعات میں نماز وغیرہ کی اہمیت کو بیان اور موبائل اور انٹرنیٹ کے ذریعہ سے پھیلنے والی برائی اور فحاشی پرنکیر کرتے رہتے ہیں، اگرخود یہ صاحب آ کرسنیں، توان کو پتہ چلے، بغیر سنے اور آئے ہوئے دور بیٹھ کرحکم لگادینا کیسے درست ہوسکتا ہے؟

ہمارے یہاں کے حضرات جوایک عمارت کے اندر بیٹھ کرلمبے وقت کے لیے دماغی وفقہی اور تحقیقی کام کرتے ہیں، وہ کبھی ماہ دوماہ میں علمی ودینی کاموں کی اعصاب شکن تھکاوٹ سے اپنے ذہن و دماغ کو بشاشت دلانے اور جسم کوراحت پہنچانے کے لیے چند گھنٹوں کے لیے مضافات میں کسی کھلی آب وہوا میں چلے جاتے ہیں، ورنہ ظاہری اسباب میں بصورتِ دیگر پھرہسپتال ہی جانے کی نوبت آئے۔

ایک جگہ بیٹھ کر دماغی کام کرنے والوں کے لیے حدود و قیود میں رہتے ہوئے ہواخوری اور سیر و تفریح بعض اوقات اتنی ضروری ہوجاتی ہے کہ اس کے بغیر ذہنی و دماغی کام کرنا انتہائی مشکل ہوجاتا ہے، اور دینی کام کی جہاں ایک طرف اہمیت ہے، اسی کے ساتھ صحت کی بھی اہمیت ہے، جب صحت نہ ہو، تو کونسا دین بلکہ دنیا کا کام ٹھیک طرح ہوسکتا ہے، البتہ جن لوگوں کا روزمرہ کا کام چل پھر کر ہوتا ہے، ان کے لیے ہواخوری اور سیر و تفریح کی زیادہ ضرورت شاید نہ رہتی ہو، کیونکہ ان کی کافی حد تک یہ ضرورت کام کاج کے دوران ہی چلنے پھرنے اور نقل و حرکت کرتے رہنے سے پوری ہوتی رہتی ہے، لیکن انہیں دوسرے سب لوگوں کو تو اپنی طرح نہیں سمجھنا چاہئے۔

عام حالات میں فقہائے کرام نے سیر و تفریح کے لیے سفر کرنے کو مباح قرار دیا ہے، اور مباح عمل جب کسی مفید دینی مقصد کے لیے کیا جائے، تو باعثِ ثواب بن جاتا ہے، اور اگر اس پر کوئی ضروری کام موقوف ہو، تو پھر اس کی حیثیت سے اس کا درجہ بھی ترقی کر جاتا ہے۔ [1]

جہاں تک ہواخوری اور سیر و تفریح والے مقامات میں بے پردگی وغیرہ چیزوں کا تعلق ہے، تو اولاً تو یہ ضروری نہیں کہ ہواخوری یا سیر و تفریح کے لیے ایسے مقامات پر ہی جایا جائے، بلکہ یہ ضرورت بعض اوقات ایسے مواقع پر بھی جا کر پوری کی جاسکتی ہے، جہاں اس قسم کی صورتِ حال کا سامنا نہ کرنا پڑے، بلکہ پارکوں وغیرہ میں بھی ایک طرف ایسے مقامات ہوتے ہیں، جہاں اس قسم کا ماحول نہیں ہوتا، لہٰذا یہ خیال کرنا کہ ہر سیر و ہواخوری کرنے والا ایسے مقامات پر اور ایسے وقت میں جاتا اور جا کر بیٹھتا ہے، جہاں اور جس وقت بے پردگی وغیرہ ہوتی ہے، یہ درست نہیں، بلاوجہ کا تحکم اور

---

[1] وأما قصد غير المساجد لزيارة صالح أو قريب أو صاحب أو طلب علم أو تجارة أو نزهة فلا يدخل فی النهی (فتح الباری لابن حجر، ج٣، ص ٦٥، قوله باب فضل الصلاة فی مسجد مكة والمدينة)

الأمر المباح الذی قد يثاب فاعله إذا قصد به القربة(فتح الباری لابنِ حجر، ج ١ ص١٧، اول الكتاب)

وإذا قصد بالنوم زوال التعب للقيام إلى العبادة عن نشاط كان النوم طاعة، وعلى هذا الأكل وجميع المباحات، قلت: ومنه قوله صلى الله عليه وسلم: (إنما الأعمال بالنيات)(مرقاة المفاتيح، ج٣ص١٢٣٨، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت)

والعمل المباح ربما يكون واجباً، فالعمل للتكسب والمعاش وغيرهما مباح، وربما يكون واجباً، وهو بلا شك واجب إذا قورن بضياع النفس ومن يعول(شرح صحيح مسلم، لحسن ابوالاشبال، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار ،باب فضل سبحان الله وبحمده)

www.idaraghufran.org

بدگمانی ہے۔

البتہ آج کل بڑے بڑے شہروں میں دور دراز تک ہوا خوری وغیرہ کے لیے ایسی خالی اور سنسان جگہ کا میسر آنا مشکل ہوتا ہے، اور دور جانے کا موقع اور وقت نہیں ہوتا، ایسی حالت میں قریبی کھلی جگہ کسی پارک وغیرہ میں جانے کی ضرورت پیش آ سکتی ہے، جہاں دیگر افراد کی بھی آمدورفت ہوتی ہے۔

لیکن جب کوئی شخص کسی جگہ اپنی ضرورت پوری کرنے گیا ہو، یا وہاں موجود ہو، اور اس مقام پر کوئی عورت بے پردہ موجود ہو، یا وہاں پر آ جائے، تو ایسی صورت میں اصولی طور پر اس شخص کو وہاں اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے جانا یا موجود ہونا جائز ہوتا ہے، البتہ اسی کے ساتھ بدنظری اور خود بے حیائی سے بچنے کا بھی حکم ہوتا ہے۔

مثلاً جہاز، ریل، بس وغیرہ میں لوگ اپنی ضرورت کا سفر کرتے ہیں، اور اس جہاز یا ریل یا بس وغیرہ میں بعض عورتیں بے پردہ بھی ہوتی ہیں، بلکہ ایئر ہوسٹس بھی بے پردہ ہوتی ہیں، لیکن ان کی وجہ سے ضرورت مندوں کو سفر کرنا منع اور گناہ نہیں ہو جاتا۔

کتنے دیندار لوگ مذکورہ حالات میں حج، عمرہ، تبلیغ و تعلیم وغیرہ کے لیے دینی سفر و اسفار کرتے ہیں، کیا یہ سب گناہ گار ہوتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔

اسی طرح بعض لوگ پیدل یا موٹر سائیکل وغیرہ پر راستوں میں گزرتے ہیں، بلکہ تبلیغ کے لیے بھی گشت کرتے ہیں، اور بازار وغیرہ میں خریداری کرنے کے لیے بھی جاتے ہیں، جبکہ راستوں اور بازاروں میں بھی بے پردگی کا سلسلہ ہوتا ہے۔

اسی طرح بہت سے دیندار لوگ کپڑے، جوتے، زیور، کھانے پینے کی اشیاء اور نہ جانے کن کن ضرورت کی چیزوں کی تجارت کرتے ہیں، اور ان کے پاس خریداری کرنے کے لیے خواتین بھی آتی ہیں، بلکہ دوکانوں کے سامنے سے بھی گزرتی ہیں، یہاں بھی عورتوں کے موجود ہونے یا آنے جانے کی وجہ سے تجارت کرنے اور دوکان پر بیٹھنے کو گناہ قرار نہیں دیا جاتا، جب تک کہ خود ہی انسان اپنے اختیار سے بدنظری وغیرہ کا گناہ نہ کرے۔

ہسپتالوں اور کلینکوں وغیرہ میں طبیبوں اور ڈاکٹروں وغیرہ کے پاس علاج اور دوا وغیرہ کے لیے جانے کی صورت میں بھی یہی مراحل پیش آتے ہیں، غرضیکہ بے پردگی وغیرہ کا معاملہ صرف ہواخوری اور سیر وتفریح کے مواقع کے ساتھ خاص نہیں رہا، بلکہ تقریباً ہر جگہ اور ہر شعبۂ زندگی میں عام ہوگیا ہے، جس سے ہواخوری نہ کرنے والے بلکہ دین کا کام کرنے والے حضرات کو بھی اپنے اپنے شعبوں اور ضرورت کے مواقع میں واسطہ پڑتا ہے، تو جس طرح دوسرے مواقع پر اپنی ضرورت پوری کرنے، دین کا کام کرنے اور اپنے آپ کو بدنظری سے بچانے والے گناہ گار نہیں کہلاتے، اسی طرح ضرورت کی بناء پر ہواخوری کی ضرورت پوری کرنے کے مواقع کا بھی حکم ہے۔

پس دوسرے تمام مواقع کو چھوڑ کر ایک موقع پر امتیازی حکم لگانے کا کیا مطلب ہوسکتا ہے، اور اس قسم کی تنقید یا اعتراض میں کیا وزن ہوسکتا ہے۔

البتہ جس شخص کا مقصد ہی ہواخوری کی ضرورت کے بجائے خواہشِ نفس کا پورا کرنا ہو، اس کا معاملہ الگ ہے، جیسا کہ کسی کا بازار جانے کا مقصد ہی خریداری کے بجائے بدنظری یا کوئی نفس کی ناجائز خواہش پوری کرنا ہو، اس کا بھی معاملہ الگ ہے، لیکن اس کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔

## مفت کے مہنگے اور مشکل مشوروں کی حیثیت

ان ہی صاحب نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا کہ آپ کی کتابیں ایک تو بہت مشکل ہوتی ہیں، ان کو آسان کریں، کیونکہ وہ کتابیں صرف علماء ہی پڑھ سکتے ہیں، اس کے علاوہ آپ کی کتابیں بہت مہنگی بھی ہوتی ہیں، برائے مہربانی ان کی قیمت کم کریں، تیسرے اپنی کتابیں صرف ایسے مکتبہ والوں کو فروخت کریں، جو مکمل طور پر حلال مال سے تجارت کرتے ہوں۔

واقعی! کسی نے سچ کہا ہے کہ مفت کا مشورہ دینے والے کا کیونکہ کچھ خرچ نہیں ہوتا، اس لیے وہ مہنگے مہنگے اور مشکل ترین مشورے بڑی آسانی دے دیتا ہے۔

جہاں تک ہماری کتابوں کے مشکل ہونے کا معاملہ ہے، تو یہ بات خلافِ واقعہ ہے، بندہ نے مختلف موضوعات پر تالیفات وتصنیفات مرتب کی ہیں، جن میں سے بعض کا تعلق عوام کے ساتھ ہے، بعض کا علماء کے ساتھ ہے، ظاہر ہے کہ علماء سے متعلق کتب کو ان کے دائرہ علم وتحقیق کے مطابق ہی تحریر کیا جاتا ہے، جس طرح عوام سے متعلق کتب کو ان کے مزاج کے مطابق تحریر کیا جاتا ہے، بندہ عوام سے متعلق کتب کو اہتمام کے ساتھ اپنی وسعت کے مطابق سہل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اس کے بعد علماء اپنے سے متعلق اور عوام اپنے سے متعلق کتب کا مطالعہ فرمائیں گے، اور اگر عوام علماء سے متعلق کتابیں مطالعہ کرنے کا بھی ذوق رکھتے ہوں، تو ظاہر ہے کہ وہ اس کے سمجھنے کا بھی انتظام کریں گے، کسی چیز کی طلبِ صادق آدمی کو راستے بھی بتادیتی ہے۔ ع

محبت خود سکھادیتی ہے آدابِ محبت

دینی مضامین کے سمجھ نہ آنے کی ایک وجہ دین اور علمِ دین سے مناسبت کی کمی بھی ہوتی ہے، جب علمِ دین سے مناسبت ہوجاتی ہے، تو پھر وہ باتیں مشکل نہیں لگتیں۔

جہاں تک ہماری کتابوں کے مہنگا ہونے کا تعلق ہے، تو ان صاحب کو کیا پتہ کہ ہماری کتابیں مہنگی قیمت پر جاری کی جاتی ہیں یا سستی قیمت پر؟

اس کا تعلق اس حقیقت سے ہے کہ فی الواقع کس کتاب پر کس طرح کے اخراجات آتے ہیں، اور اس کے بعد اس پر کتنا نفع حاصل کیا جاتا ہے، اس تحقیق کے بغیر خود سے حکم لگادینا درست طرزِ عمل نہیں۔

اگر یہ صاحب آکر دیکھیں، تو انہیں معلوم ہو کہ کتاب چھپنے سے پہلے اس پر کتنا وقت اور کتنی محنت خرچ ہوتی ہے، کتنی محنت سے اس کو کمپوز (Compose) کیا جاتا ہے، پھر کتنی مرتبہ اس کی نظرِ ثانی (Proof-Reading) ہوتی ہے، بار بار کاغذ، روشنائی کا خرچ، بجلی کا خرچ، وقت کا خرچ، پھر اس کے بعد پرنٹنگ کے اخراجات، جس کے کئی مراحل ہوتے ہیں، اور پھر عمدہ کاغذ پر کتاب تیار کی جاتی ہے، جس کی قیمت سستے کاغذ سے بہت زیادہ ہوتی ہے، اور ایک ایک کتاب کے ایک ایڈیشن پر لاکھوں روپیہ خرچ آجاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس عالمِ اسباب میں یہ چیزیں

اسباب کے واسطہ سے ہی چلتی ہیں، اور ان کاموں میں مصروف لوگوں کی اپنی اپنی معاشی ضروریات بھی ہوتی ہیں، جن کی بناء پر ان کو اجرت ومعاوضہ بھی دینا پڑتا ہے۔

جبکہ ہمارے یہاں سے جو کتابیں عمدہ کاغذ پر شائع ہوتی ہیں، ان میں ادارہ کی طرف سے نفع کی شرح صرف اس درجہ میں رکھی جاتی ہے کہ لاگت اور ضروری اخراجات وصول ہوکر یہ شعبہ ظاہری اسباب میں چلتا رہے، کتاب فروخت ہوکر اس کی قیمت وصول ہوکر اگلی کتاب کے لیے سرمایہ فراہم ہوجائے، اور یکے بعد دیگرے کتب شائع ہوتی رہیں، اگر یہ سلسلہ بھی ختم کردیا جائے، تو ظاہری اسباب کے درجہ میں کتب کی اشاعت بلکہ ادارہ کے تحت جاری اس شعبہ کے سلسلہ کو جاری رکھنا بھی آسان نہ رہے گا، پھر ''نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری'' والا معاملہ ہوگا۔

البتہ اگر کوئی مخیّر صاحب اس شعبہ میں تعاون کرنا چاہتے ہوں، تو ان کے لیے راہیں کھلی ہوئی ہیں، وہ اگر کسی کتاب کی اشاعت کے پورے اخراجات اٹھالیں، تو وہ کتاب شائع ہوکر مفت تقسیم ہوجائے گی، جیسا کہ بہت سی دینی کتابیں، ایسے ہی مخیّر لوگوں کے جذبے اور تعاون سے شائع ہوکر تقسیم ہوتی بھی رہتی ہیں۔

موصوف اگر خود آگے آکر اس شعبہ کے کارِ خیر میں حصہ لیں، ان شاءاللہ ان کے تعاون سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا، سستی کتابیں جاری کرانے، مفت کتب تقسیم کرنے میں تعاون کی راہیں بھی کھلی ہوئی ہیں، لیکن اس کے لیے کچھ خرچ کرنا پڑے گا، کچھ خرچ کیے بغیر مہنگے اور مشکل ترین مفت کے مشورے عملاً زیادہ مؤثر نہیں ہوتے۔

البتہ جب کوئی کتاب ہمارے پاس سے مناسب ومعقول قیمت پر کوئی بھی مکتبہ یا فرد خرید لے، اور پھر وہ آگے غیر معمولی مہنگے داموں فروخت کرتا ہے، تو اس کی نگرانی کرنے یا ہمارے لیے اس کو پابند کرنے کی ذمہ داری کا بوجھ اٹھانا آسان بلکہ ممکن کام نہیں، جس طرح دوسرے تاجروں کو بھی اس طرح کا اختیار نہیں ہوتا۔

اور یہ پابندی لگانا کہ ہم صرف ان مکتبہ والوں کو کتابیں فروخت کریں، جو مکمل طور پر حلال مال رکھتے ہوں، تو یہ معاملہ مکتبہ والوں کے ساتھ خاص نہیں، کوئی عامی شخص کتاب خریدنا چاہتا ہے، اس کے

www.idaraghufran.org

لیے بھی یہی حکم ہوگا، بلکہ یہ حکم صرف ہماری کتابوں کے ساتھ خاص نہیں ہوگا، بلکہ ہر چیز فروخت کرنے کے سلسلہ میں یہی اصول کارفرما ہوگا، معترض صاحب جو کہ خود بھی تاجر ہیں، ان کے پاس شاید ہر گاہک کی کمائی وآمدن کے حرام وحلال ہونے کی تفصیلات بس ان کے علم میں گاہک کے وارِد دوکان ہونے کے ساتھ آجاتی ہوں گی، اور پھر وہ مکمل حلال مال والے تحقیق کرکے ہی اپنا مال فروخت کرتے ہوں گے، شرعاً خریدار کے اس حوالے سے احوال جاننے کا آدمی کس حد تک مکلّف ہے، ان کو اس کا بھی علم نہیں؟

ظاہر ہے کہ ان چیزوں کا شریعت نے حکم بیان کردیا ہے، ان کے مطابق عمل کا حکم ہوگا، کسی کے اعتراض کرنے سے شریعت کا حکم تو بدلا نہیں جاسکتا، نہ تو اسلام میں ہر ایک کے مال کے مکمل حلال ہونے کی تحقیق کا مکلّف کیا گیا، اور نہ ہی اس پر لوگوں کا پورا اترنا اس دور میں آسان ہے؟

تعجب ہے کہ کم علم، دین کا شوق رکھنے والے بدگمانی، بدزبانی، محض اپنے وہم وگمان اور ناقص علم وفہم پر مبنی تنقیدات، اعتراضات اور دوسرے کئی گناہوں کو تو ٹھنڈے پیٹوں ہضم کرلیتے ہیں، لیکن دوسرے کی طرف سے کسی عذر میں جماعت کا ترک کردینا اور احکامِ شرع پر مشتمل دینی لٹریچر کی نشرو اشاعت کی غرض سے ان کی حدودِ شریعت میں رہ کر تجارت وخرید وفروخت کرنا بھی ہضم نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کی حالت دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ان پر صرف مخصوص شعبوں اور دین کے بعض کاموں کا ہی غلبہ ہے، باقی حقائق اور خود دینی مقتضیات اور شرعی احکام سے کورچشم ہیں۔ ع

"حَفِظْتَ شَيْئًا وَغَابَتْ عَنْکَ اَشْيَاءٌ"

''ایک چیز تو اچھی طرح یاد کرلی، باقی سب چیزیں نظروں سے اوجھل ہی رہیں''

پھر اس کے نتیجہ میں اس طرح کے کم علم لوگ ان حضرات کو جو شرعی اصولوں پر عمل پیرا ہیں، بلاوجہ موردِ الزام ٹھہرانا اور ان سے بدگمانی کرنا شروع کردیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کم علمی پر مشتمل نرے دین کے شوق کے غلبہ اور غلو سے حفاظت فرمائے، اور علمِ دین، خاص کر فقہ وشرعی مسائل کی طلب اور اس کی اہمیت دلوں میں پیدا فرمائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین (ضمیمہ: جنت کے قرآنی مناظر: 61) مفتی محمد امجد حسین

# مباحث روح وبدن (حصہ ہشتم)

## ایٹم کے باطن الوجود کی توانائی کی اصلیت

برٹش سائنسدان سر آئزک نیوٹن (وفات 1727ء) کے شہرہ آفاق اصولِ تعلیل (principle of causatier) جس نے لگ بھگ دوسو سال سائنس کی دنیا پر راج کیا، تا آنکہ بیسویں صدی میں سر آئن سٹائن کے نظریہ اضافیت نے اس پر سوالیہ نشان کھڑا کر دیا، اس پر تو اس وقت ہم بحث نہیں کریں گے، لیکن نیوٹن کے حوالے سے ایک اور اہم چیز اس موقعہ پر ہم زیرِ بحث لاتے ہیں، نیوٹن سے پہلے غیر مسلم دنیا میں توہمات اور خداؤں و دیوتاؤں کی کثرتِ تعداد اور ان سے وابستہ دیومالائی اساطیری روایات کا زور تھا، نیوٹن نے کئی سائنسی فارمولے وضع کیے اور واضح کیا کہ دنیا کا نظام میکانکی مستحکم اصولوں پر استوار ہے۔

نیوٹن کے میکانکی اصولوں کے تحت سائنس توانائی کے درجِ ذیل چار قوتوں کو کائنات کے سارے نظام میں جاری وساری مانتی ہے، ان قوتوں کی وجہ سے ذرہ وایٹم سے لے کر کرہ وسیارہ تک ہر مادی یا طبیعاتی وجود موجودہ شکل میں قائم، فعال اور سرگرم ومتحرک ہے۔

(1)......قوتِ کشش (Gravitatioral Force)

(2)......برقی مقناطیسی قوت (Electromagnetic Force)

(3)......طاقتور نیوکلیئر قوت (Strone Nuclear Force)

(4)......کمزور نیوکلیئر قوت (Weak Nuclear Force)

اسی بنیاد پر کہکشاؤں، ستاروں، سیاروں، نظامِ شمسی کے اندر اور خود زمین میں اصولِ تجاذب اور کشش وثقل کی تشخیص کر کے فزکس وطبیعات میں کائناتی سسٹم کو بیان کر کے بتایا جاتا ہے کہ ان اصولوں کے تحت کس طرح سارا نظام رواں دواں اور مصروفِ عمل پیہم ہے، اور اسی طرح برقی مقناطیسی قوت (الیکٹرک فورس) کے تحت آج بجلی، مقناطیس، ریڈیو، ٹیلی ویژن، موبائل فون،

انٹرنیٹ کے سگنل کی ایک نئی مشینی دنیا وجود میں آ چکی ہے۔

اور تیسری طاقت ورنیوکلیئر قوت (مرکزی مضبوط طاقت) وہ ہے جس نے ایٹم کے اندرونی نظام کو جکڑ رکھا ہے، الیکٹرون، پروٹون اور نیوٹرون کو باہم منسلک ومربوط کررکھا ہے، اور چوتھی جو تیسری کے برعکس ہے، وہ ایٹم کے مرکز کو توڑنے کے عمل میں استعمال ہوتا ہے، ایٹم میں جب تحلیل وتجزیہ کا عمل ہوتا ہے، چیزوں کو توڑ پھوڑ کر، پگھلا گھلا کر نئے اجزائے ترکیبی میں ڈھالا جاتا ہے، تو وہ اسی قوت کی بنیاد پر ہے۔

بیسویں صدی میں سائنسی مطالعے سے نظامِ کائنات کے جو نئے حقائق اور سربستہ راز کھلے، تو سلسلۂ موجودات اور پورے نظامِ کائنات میں اتنا زیادہ توازن، تناسب، سلیقہ، استحکام، باہم ربط و ارتباط اور ہم آہنگی سامنے آئی کہ سائنس دان اس سوچ میں پڑ گئے کہ اتنی ہم آہنگی اور توازن مختلف کئی طاقتوں کے کنٹرول کا نتیجہ نہیں ہوسکتا، یہ طاقتیں پیچھے جا کر کسی ایک طاقت سے مل جاتی ہوں گی، اور سارا ہم آہنگ منصوبہ وپروگرام اس ایک طاقت کی وجہ سے ہوگا، مختلف سائنس دان چار فورسز کے اس تعداد کو گھٹانے پر کام کررہے تھے، 1980ء کے قریب تین سائنس دانوں نے دریافت کیا کہ ان چار میں سے دو فورسز اصل میں ایک ہی ہیں، اس طرح چار کے بجائے تین فورسز قرار پائے، اس دریافت پر ان تینوں سائنس دانوں کو نوبل انعام ملا۔ [1]

لیکن سائنسی ذہن تعدد پر مطمئن نہیں تھا، کائنات کی یگانگی وہم آہنگی کی توجیہ، فورسز کے اصل ماسٹر مائنڈ کی یکتائی میں ہی سب سے عمدہ ہوسکتی تھی، آخر کار یہ کارنامہ مشہور برٹش نظریاتی سائنسدان اسٹیفن ہاکنگ (پیدائش 1942ء) نے سرانجام دیا، اس نے پیچیدہ ریاضیاتی حسابات (Mathematical Calculation) کے ذریعہ یہ ثابت کیا کہ صرف ایک طاقت ہے، جو پوری کائنات کو کنٹرول کررہی ہے، اسٹیفن ہاکنگ کی یہ تھیوری ماڈرن ورلڈ کی آج مسلّم تھیوری ہے، جو سنگل سٹرنگ تھیوری (single string theory) کہلاتی ہے۔

---

[1] وہ تینوں یہ تھے:
(1)Sheldon Lee Glashow (2)Steven Weinberg (3)پاکستان کے Dr. Abdus Salam (قادیانی)۔

www.idaraghufran.org

میرا ماننا یہ ہے کہ جدید سائنس آج دنیا کو دورِ الحاد و مادیت اور شرک و مظاہر پرستی سے نکال کر توحید اور ایک خدا کے ماننے کے قریب لا چکی ہے، سنگل سٹرنگ تھیوری کو قرآن کی زبان میں تعبیر کریں، تو یہ عقیدہ توحید کے مترادف ہے، ان کے صرف کلمہ پڑھنے کی دیر ہے، لیکن افسوس کہ مادیین و دہریین اس حقیقت کو سمجھ لینے کے باوجود دنیا کو مغالطہ دینا چاہتے ہیں اور ایک خدا کا قرار کرنے سے ان کی ماں مرتی ہے، ان کی زبانوں پر فالج گرتا ہے، لیکن بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی؟ اب تو اونٹ نے پہاڑ کے نیچے آنا نہیں ہے، بلکہ آ چکا ہے، لیکن ہائے کاش! اے اونٹ! اے دہریت و مادیت زدہ سائنس کے اونٹ! تیری کون سی کل سیدھی!۔

آخر میں ایک مادہ پرست سائنسدان اور ایک ملحد فلسفی کا ایک اقتباس نقل کرتا ہوں، جس سے واضح ہوتا ہے کہ مادیین کے لیے آج مسئلہ یہ نہیں کہ وہ جس سائنس کو اپنا دین ایمان بنا کر چیلنج کرتے تھے کہ اس کے اصولوں اور تحقیقات وانکشافات سے جو چیزیں ثابت ہوں گی، ہم صرف وہ مانیں گے، اور سائنس مذہب کے خدا کو دریافت نہیں کر سکا، بلکہ سائنس آج (ہماری زندگیوں میں ہی) اس مرحلے تک پہنچ چکی ہے کہ وہ ڈنکے کی چوٹ پر:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ .اللَّهُ الصَّمَدُ . لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ . وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ.
هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.

کا واشگاف اعلان کر رہی ہے۔ لیکن مادیین کا مسئلہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو غیبی ایمان کی بجائے سائنس کی شہاداتی و مشہوداتی تھیوریوں سے بھی ثابت ہونے والا حق ہضم نہیں ہو رہا ہے، اور وہ مان کر دینا نہیں چاہتے۔ اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

مادی سائنسدان سر آرتھر ایڈنگٹن (Arthur Eddington) کہتے ہیں:

بگ بینگ سے پیدا ہوانے والے ان سوالوں کا جواب کسی عظیم خالق کی موجودگی کی طرف اشارہ کرتا ہے، لیکن ہمیں یہ بات پسند نہیں ہے۔

ایک دہریہ فلسفی اینتھونی فلیو (Antony Flew) کہتے ہیں:

اگرچہ میں اب بھی اس (ابدی مادہ) کو درست سمجھتا ہوں، لیکن بگ بینگ کے واقعہ کی

www.idaraghufran.org

موجودگی میں اس پر قائم رہنا نہ آسان ہے اور نہ (روح کے لیے) آرام دہ
(creation of the universe)

## تبصرہ

اینتھونی فلیو صاحب اور اس قبیل کے تمام اہلِ دانش فلاسفرو! اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری روح کے اندرونی نظام اور تمام بیرونی کائنات کا مرکزِ ثقل ہے، اسٹیفن ہاکنگ کی سنگل سٹرنگ تھیوری اور بگ بینگ کے مبدء کائنات کی سائنسی انکشاف کے بعد اب اس میں کیا شبہ رہ گیا ہے، قرآن نہیں تو بائبل ہی کی ان آیات کا بار بار مطالعہ یا تلاوت کریں (شاید تمہاری روح کو سکون مل جائے) جن میں ہے ''اپنے خداوند خدا کی پورے دل اور پوری جان سے عبادت کر''

### مآخذ

(1)......قرآن کریم (2)...... ماورئی (Beyond Vision) سلطان بشیر محمود (3)...... تلاشِ حقیقت (In Search Reality)(4)......اظہارِ دین، وحید الدین خان (5)......سوفی کی دنیا (Sofies Verden)(6)...... مذہب اور سائنس، عبدالباری ندوی (7)......قرآن اور سائنسی انکشافات، ولی رازی۔

**مقالات ومضامین** مفتی محمد امجد حسین

# پھر پیش نظر گنبد خضریٰ ہے حرم ہے (چھٹی وآخری قسط)

## تتمہ (مشتمل بر) استدراکات وتوضیحات

﴿☆ 4،3﴾ جنگ عظیم دوئم ستمبر 1939ء میں ہٹلر کے پولینڈ، بیلجیم وغیرہ پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کرنے سے شروع ہوئی۔اس میں ایک طرف جرمن (ہٹلر)، اٹلی (مسولینی) اور جاپان تھے، جن کو محوری طاقتیں کہا جاتا تھا، دوسری طرف برطانیہ، فرانس، روس، امریکہ اور چین تھے، جن کو اتحادی طاقتیں کہا جاتا تھا، جاپان اس جنگ میں 9 نومبر 1941ء میں کودا، اور جاپان کے جواب میں امریکا بھی کھلم کھلا جنگ میں کود پڑا (جو پہلے چھپ کر اتحادیوں کو سپورٹ کر رہا تھا) اس جنگ کا اختتام 6 اگست 1945ء کو جاپان کے شہر ہیروشیما اور 9 اگست کو دوسرے شہر ناگاساکی پر امریکہ کی جانب سے ایٹم بم گرا کر ان ہنستے بستے لاکھوں کی آبادی پر مشتمل شہروں کو تھوڑی دیر میں ملیامیٹ کرنے پر ہوا۔ان حملوں اور تباہی کے بعد جاپان نے ہتھیار ڈال دیئے۔اس جنگ کے مجموعی مقتولین کی تعداد ایک کروڑ چھ لاکھ (1,06,00,000) بتائی جاتی ہے، جبکہ زخمیوں، متاثرین اور گم شدہ لوگوں کی تعداد تو شاید اس سے دوگنا زائد تھی، روس، اٹلی، جاپان، جرمنی، فرانس، برطانیہ، امریکہ، ہندوستان ہر ملک کے کئی لاکھ لوگ مارے گئے (برطانیہ کی فوج زیادہ تر ہندوستانیوں پر مشتمل تھی)

اس جنگ میں جرمن، اٹلی اور جاپان کا بہت زیادہ نقصان ہوا۔جنگ کی تباہی کے علاوہ شکست کی وجہ سے اتحادیوں نے ان کا وہ حال کیا جس کو کہتے ہیں "مرے پر سو دُرّے"۔یہی کچھ پہلی جنگ عظیم (1914ء تا1918ء) کے بعد اتحادیوں نے ترکی کی خلافت عثمانیہ اور عرب خطوں کے ساتھ کیا تھا۔جاپان کا اس جنگ کے بعد نئے حوصلے و عزم کے ساتھ سنبھلنا اور عسکری میدانوں سے پسپا ہو کر اقتصادی میدانوں کو اپنی جولانگاہ بنانا اور اس میں دنیا پر بازی لے جانا، قوموں کی زندگی میں عزم وہمت اور خود شناسی کی اچھی مثال ہے (جنگ عظیم کی تفصیلات کے لئے دیکھئے، ایک عالمی تاریخ، بحوالہ حق نوائے احتشام ستمبر ۱۳ء، نیز انقلاباتِ عالم)

﴿☆ 6،5﴾ معاصر، رسائل وجرائد، اخبارات کی رپورٹیں، سروے کرنے والی مختلف ایجنسیوں کی رپورٹیں، نیٹ پر دستیاب کوائف۔

﴿☆ 7﴾ سعودی عرب میں ۱۹۳۰ء کی دھائی میں تیل کے کنویں دریافت ہوئے۔تیل نکالنے کا ٹھیکہ اس وقت کی امریکی کمپنی آرامکو کو دیا گیا (بعد میں 1980ء کے قریب یہ کمپنی سعودیہ نے خرید لی تھی) تیل کے

www.idaraghufran.org

کنویں امریکی کمپنی نے ہی کھودے تھے، کئی کنوؤں سے تیل برآمد نہیں ہوا۔ سرمایہ، وقت، صلاحیتیں ضائع ہونے کی صورتحال سامنے آرہی تھی، قریب تھا کہ منصوبہ ختم کردیا جائے، کمپنی اور بادشاہ کی ہمت اور مستقل مزاجی تھی، آخر چھٹے یا ساتویں کنویں میں جا کر تیل برآمد ہوا، اور پھر ایسا برآمد ہوا کہ آج تک نہ رُکا، نہ ختم ہوا ہے۔ ۱۹۹۹ء کی ایک رپورٹ میں قرار دیا گیا تھا کہ سعودیہ میں ۲۶۱ ارب بیرل تیل کے ذخائر محفوظ ہیں جو دنیا بھر میں استعمال ہونے والے تیل کی ساٹھ فیصد ضرورت پوری کرتے ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں سعودیہ نے تیل برآمد کرنے والے ممالک کی تنظیم اوپیک (OPIC) قائم کی، سعودیہ اس تنظیم کا بانی رکن ہے (تفصیلات کے لیے مراجع ہفت روزہ ضرب مومن کراچی ۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء، ہفت روزہ تکبیر کراچی ۴ مارچ ۱۹۹۲ء، حق نوائے احتشام کراچی مارچ ۱۵ء)

☆ 8 سلطان عبدالعزیز کی فتوحات کا سلسلہ 10 اپریل 1926ء کو جدہ کی فتح پر مکمل ہوا (آگے سمندر تھا) اسی سال ایک عظیم الشان تقریب منعقد ہوئی جس میں سلطان عبدالعزیز کو ”ملک الحجاز و سلطان نجد و ملحقا تُھا“ کا لقب دیا گیا۔ یعنی نجد و حجاز اور ملحقہ علاقوں کا بادشاہ۔ دارالحکومت ریاض اور آس پاس کے تمام علاقے پرانے جغرافیہ میں نجد کہلاتے تھے۔ ریاض کے قریب میں درعیہ اور عینیہ ہیں جو بالترتیب آل سعود اور آل شیخ (محمد بن عبدالوہاب) کے اصل علاقے ہیں۔ جہاں میوزیم بنا کر دونوں خاندانوں کے بانیوں کے آثار و اشیاء محفوظ کی گئی ہیں، جبکہ باقی ملک کے چپے چپے سے صحابہ و تابعین اور سلف صالحین سے منسوب آثار و نشانات کو حرفِ غلط کی طرح مٹایا گیا ہے کہ یہ شرک کے اڈے اور بدعات کے گڑھ ہیں۔ کاش کہ میوزیم کا لیبل لگا کر ان آثار سلف کو بھی مشرف بہ اسلام کر لیا جاتا۔ ع

یک حرف کاشکے است کہ صد جا نوشتم

ملک میں نفاذ اسلام کے سلسلے میں مملکت آل سعود نے درج ذیل ادارے قائم کیے۔ ا۔ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ کے متبادل) جہاں علماء و فقہاء اور ارباب حل و عقد احکام شرع کی تنفیذ اور قانون سازی کا عمل کرتے ہیں۔ ۲۔ ھیئۃ الامر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ ۳۔ عقوبات و تعزیرات کے اجراء کی مجلس (فوجداری عدالتیں) ۴۔ ہر قبیلہ کے لیے ایک رئیس اور سربراہ کا تقرر (نظام جمہوری کے ایم این اے، ایم پی اے یا ضلعی حکومت کے متبادل)

☆ 9 شب جائے کہ من بودم، شورش کاشمیری، متعلقہ ابواب، مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش، علی میاں ندوی۔

☆ 10 تا 15 لینن، 1917ء کے روسی کمیونزم انقلاب کا بانی لیڈر، 1930ء کے عشرے میں اس کی وفات کے بعد سٹالن اس کا جانشین بنا، جو 1950ء کے لگ بھگ تک روسی کمیونزم کا مطلق العنان ڈکٹیٹر رہا، 1917ء کے کمیونسٹ انقلاب کو مسلط کرنے کے لیے انقلاب کے ابتدائی پانچ سالوں میں ایک کروڑ سے زیادہ لوگ اس انقلاب کی نذر کیے گئے، کمیونسٹوں کے مظالم جنگِ عظیم اول سے بھی بڑا حادثہ اور عذاب و مصیبت

تھی، ان 29 ممالک کے لیے جن کو کمیونسٹوں نے ایک ایک کر کے ہڑپ کیا، جن میں آدھے کے قریب مسلم ممالک تھے، وسطی ایشیا کے وہ تمام ممالک جو روسی ترکستان کہلاتے تھے، اورآج ازبکستان، تاجکستان، قازقستان، ترکمانستان وغیرہ کے نام سے دنیا کے نقشے پر موجود ہیں، ان سب ملکوں میں انسانی خون اور مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہا، کمیونزم کا نظریہ کارل مارکس کا ہے، جس پر لینن وغیرہ کمیونسٹوں نے انقلاب برپا کیا، کمیونسٹوں کا منشور کمیونسٹ مینی فسٹو اور داس کیپٹل سے ماخوذ ہے، جو مارکس کی کتابیں ہیں، ذیل میں مارکس کا تعارف ملاحظہ ہو۔

کمیونزم کے بانی کارل مارکس (Karal Marx) (از1818ء تا1883ء) جرمن یہودی تھے، اس کے دادا یہودی مذہب کے ''رِبّی''یعنی فقیہ و مفتی تھے، اور ماں کے اجداد 100 سال سے زیادہ عرصے سے ''رِبّی''کے منصب پر یکے بعد دیگرے فائز چلے آرہے تھے، یعنی بھرپور یہودی مذہبی پس منظر کئی نسلوں سے رکھتے تھے، لیکن مارکس کے والد نے جو وکیل تھے، مارکس کے بچپن میں عیسائی پروٹسٹنٹ مذہب قبول کیا، برلن یونیورسٹی سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد مارکس صحافت کے شعبے میں آیا، اور ایک آزاد خیال اخبار کا ایڈیٹر بنا، باغیانہ اور انقلابی خیالات پھیلانے اور اس زمانے کے جرمن کمیونسٹوں سے ساز باز کرنے کے الزام میں حکومت کی نظر میں معتوب ٹھہرا۔

جرمن میں حالات کو ناسازگار پاکر مارکس پیرس (فرانس) منتقل ہوگیا، یہیں سے مارکس کی طویل جلاوطنی (جو موت تک جاری رہی) کا آغاز ہوتا ہے، فرانس میں بھی سرمایہ داری کے خلاف اور معاشی مساوات کے حق میں تحریری اور خفیہ تحریکی سرگرمیاں جاری رہیں، نتیجتاً 1845ء میں پیرس سے بھی جلاوطن ہوکر برسلز (بیلجیئم) میں پناہ لینی پڑی، اس زمانہ میں سرمایہ داری کے خلاف یورپ میں لیبر طبقہ میں عام بے چینی تھی، یورپ کے مختلف ممالک میں معاشی مساوات کے لیے کوشاں کمیونسٹ خیالات ونظریات پر مبنی خفیہ یا علانیہ تنظیمیں کام کررہی تھیں، انگلستان میں ٹریڈ یونینیں متحرک تھیں۔

مارکس نے اپنے دوست اینگلز جو کمیونزم کا دوسرا بانی اور فکری لیڈر ہے کے ساتھ انگلستان کا سفر کیا، اور برطانیہ کی مزدور تحریک سے واقفیت حاصل کی۔

1847ء میں مارکس نے دوبارہ انگلستان کا سفر کیا، اور یہاں خفیہ ''کمیونسٹ لیگ''کے اجلاس میں شرکت کی، یہ کمیونزم کے پرچار وفروغ کے لیے ایک بین الاقوامی تنظیم تھی، جو مختلف مغربی ملکوں میں زیرِ زمین باغیانہ سرگرمیوں اور انقلابی جدوجہد کی حامل تھی، تنظیم نے اس موقعہ پر مارکس اور اینگلز کے ذمہ یہ ڈیوٹی لگائی کہ کمیونسٹ لیگ کا منشور تیار کرے، ایک سال کے دوران انہوں نے منشور تیار کیا، جو کمیونسٹ ''مینی فیسٹو''کے نام سے مشہور ہے، اور مارکزم وکمیونزم کا سب سے عظیم منشور اور روسی کمیونزم کے لیے گویا آئین وصحیفۂ آسمانی کی حیثیت رکھتا ہے۔

1848ء میں بیلجیئم کی حکومت نے بھی مارکس کو اس کی باغیانہ حرکتوں کی وجہ سے جلاوطن کردیا، یہاں سے وہ پھر

پیرس اور وہاں سے کولون (جرمنی) اپنے دوست، اینگلز کے ساتھ چلا گیا، یہاں اس نے پھر جمہوریت پسند سرمایہ داروں کے ایک جدید اخبار کی ایڈیٹری کے فرائض سنبھالے، لیکن وہی ڈھاک کے تین پات، 1849ء میں جرمن حکومت نے اخبار کو بند کردیا، اور مارکس کو 24 گھنٹے میں ملک چھوڑنے کا حکم دیا، اخبار بند ہوگیا، مارکس یہاں سے پیرس بیوی بچوں سمیت منتقل ہوگیا، اور چھپ کر رہنے لگا، پولیس نے پتہ لگالیا، تو مارکس یہاں سے بھاگ کر لندن میں پناہ گزیں ہوا، جو اس کی مستقل قیام گاہ ثابت ہوئی، پھر اپنی موت تک 30 سال لندن میں ہی رہا، 1870ء کے بعد اس کا دوست اینگلز بھی لندن منتقل ہوگیا، اور اس کے پڑوس میں رہنے لگا، اور دونوں یہاں تحریری کام کرتے رہے، اینگلز کی مالی مدد ہمیشہ مفلس وقلاش مارکس کو حاصل رہی، مارکس نے لندن میں بڑی کسمپرسی و مفلسی کی زندگی گزاری، غربت وفاقہ کی وجہ سے اس کی بیوی بیمار رہتی، اور تین بچے فاقہ کشی کا شکار ہوکر فوت ہوئے۔

مارکس کی معمولی آمدن کا ذریعہ لندن میں اخباروں میں کبھی کبھار لکھے جانے والے مضامین اور امریکہ کے ایک اخبار کی لندن ایڈیشن کی نمائندگی سے حاصل ہونے والی معمولی رقم تھی، یا پھر اینگلز کا مالی تعاون، لندن قیام کے زمانے میں مارکس نے اپنی مشہور کتاب ''داس کیپٹل (سرمایہ) تصنیف کی، اور سرمایہ دارانہ معیشت کے پیچیدہ مظاہر کے تجزیے پر کام کیا، اینگلز نے بھی اس زمانے میں کئی چھوٹے بڑے مضامین اور رسائل لکھے، جن میں روسی حکومت کی خارجہ پالیسی پر مضمون، روس کے معاشی ارتقاء پر دو مضمون بھی تھے، اس زمانے میں روسی زارشاہی کے خلاف روسی انقلابیوں کی جدوجہد جاری تھی، داس کیپٹل کی پہلی جلد 1867ء میں شائع ہوئی، باقی جلدیں مارکس کی موت کے بعد سامنے آئیں، دوسری جلد 1885ء میں اور تیسری جلد 1894ء میں اینگلز نے شائع کیں، 1895ء اینگلز کی وفات کا سال ہے، چوتھی جلد کے مضامین کارل کاٹسکی نے الگ کتاب ''قدرِ زائد کے متعلق نظریات'' میں تحریر کیے ہیں، جو تین جلدوں پر مشتمل ہے (دیکھیے: یورپ کے تین معاشی نظام، مفتی رفیع عثمانی صاحب)

☆ 16 سہ ماہی ایقاظ لاھور، جنوری تا مارچ ۱۲ء، حق نوائے احتشام، ستمبر، اکتوبر ۱۳ء

☆ 17 قراردادیں اور سفارشات، اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ، مطبوعہ اردو۔

☆ 18 شب جائے کہ من بودم

☆ 19 مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش، جدید جاہلیت، ،سید قطب شہید (اردو)

☆ 21،20 معاصر رسائل وجرائد اور اخبارات کے کالم ومضامین، متفرق میڈیا رپورٹیں، تارکین وطن کے بیانات۔

☆ 23،22 مجموعہ مقالات، سید اسد مدنی (دلی سیمینار)، صفات، متشابہات اور سلفی عقائد، ڈاکٹر مفتی عبدالواحد لاہور۔

☆ 24 دیکھئے حاشیہ نمبر۲،عرب بہار۔

☆ 25 بیسویں صدی میں سلطان عبدالعزیز کی اپنے خاندان کی حکومت کی بازیابی کے لئے جدوجہداور جنگ وجدل میں تین قبائل نے نمایاں حصہ لیااور قربانیاں دیں۔ا۔ایک خودآل سعودکا قبیلہ وخاندان، ۲۔دوسرے آل شیخ یعنی شیخ محمد بن عبدالوہاب کا خاندان وقبیلہ،۳۔سوم بن لادن کا خاندان۔اس لئے جب ۱۹۲۶ء کے بعد سلطنت کا استحکام ہوا تو سلطان عبدالعزیز نے امورسلطنت تینوں قبائل میں تقسیم کردیئے،تاکہ آئندہ جنگ وجدل کی باہم نوبت نہ آئے۔آل سعودکوحکمرانی اورریاستی نظم ونسق چلانے کےاختیارات دیئے گئے ۔آل شیخ کوامامت خطابت،فتوی،قضااورعدالتی نظام سپردکیا گیا۔بن لادن خاندان کے لئےتعمیرات،صنعت و تجارت کے امورتفویض کیے گیے۔ابھی تک اسی تقسیم پران کا عمرانی معاہدہ چل رہا ہے۔گواندرون خانہ بعض نزاعات واختلافات بھی سراٹھاتے رہتے ہیں،لیکن وہ باہم اندر ہی اندر طے کرلئے جاتے ہیں یادبالئے جاتے ہیں۔

☆ 26 ملفوظات انورشاہ کشمیری،خطباتِ عثمانی،فتح الملہم شرح مسلم،متبرک آثار و شدِّ رحال (مفتی محمدرضوان صاحب کی زیرتالیف کتاب)۔

☆ 27 ارض القرآن (سیدسلیمان ندوی)،قصص القرآن،حفظ الرحمان سیوہاروی،تباہ شدہ اقوام ہارون یحیٰی (ترک سکالر)۔

☆ 28 اسلامی بینکاری ایک تعارف،ڈاکٹرمحمودغازی۔

☆ 29 شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ(٦٦١ھ تا ٧٢٨ھ)اورشیخ محمد بن عبدالوہاب(١١١١ھ تا ۱۲۰۶ھ،۱۶۹۹ء تا ۱۷۹۲ء)اہل سنت کے مذاہب اربعہ میں سے فقہ حنبلی کی طرف منسوب وموسوم ہیں۔لیکن عقائدواعمال دونوں میں بکثرت مسائل میں ان کا اپنا اجتہاداورزاویہ نظر ہے،جن میں توحیدوایمانیات پرکئی مسائل کی تعبیروتشریع میں ان کی تعبیروبیان تشددوغلوپرمبنی شمارہوتا ہےاورجمہوراہل سنت کے علماء،فقہاء،متکلمین و محدثین نے ان کی فکر سے بکثرت اختلاف کیا ہے،اوراس پرنقدکیا ہے۔حافظ ابن تیمیہ کواپنے زمانے میں ان کے تفردوتشددپرمبنی مسائل اوررویے پرحکومت وقت کی طرف سے بھی اوراہل علم کی طرف سے بھی شدیدمخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔قیدوبند سے گزرنا پڑا۔جیل ہی سے ان کا جنازہ اٹھا۔باقی ان مسائل سے ہٹ کراہل سنت کےاہل علم نے ان کے مقام ومرتبےاورخدمات کا بھی ہمیشہ اعتراف کیا ہے۔ہمارے برصغیرمیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ان کے بارے میں معتدل نقطہ نظرپیش کیا۔بلندالفاظ میں ان کے مقام ومرتبہ کا اعتراف کیا اور برصغیرمیں ان کواپنی بعض تصانیف میں متعارف کرایا۔

مفکراسلام علی میاں ندوی نے تاریخ دعوت وعزیمت کی پوری ایک جلدان کے تذکرہ وسوانح کے لئےمختص کی۔

ابوالکلام آزاد نے ''تذکرہ'' میں نہایت وارفتگی کے ساتھ ان کے مقام تجدید وعزیمت کا ذکر کیا۔ شیخ محمد بن عبدالوھاب کی کتاب التوحید اور دیگر رسائل وکتب جو سعودیہ کی سرپرستی اور مالی تعاون سے اردو ترجمہ ہوکر برصغیر پاک وہند میں بار بار شائع اور تقسیم ہوئیں۔ ان میں شیخ کی مخصوص سلفی فکر اور تشدد اور غلو پر مبنی باتوں سے اہل علم آگاہ ہیں۔ ہمارے اہل حدیث بھائیوں کے لئے شیخ نجدی کی یہ کتابیں گویا صحائف آسمانی ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ سارے مسلمان شیخ نجدی کی کتابوں پر ایمان بالغیب لائیں، تب ہی شائد ان کا اسلام معتبر ہوگا ورنہ امت کے باقی سب فقہاء و مجتہدین، ائمہ و اساطین جن کو عامۃ المسلمین پیشوا مانتے ہیں اور قرآن وسنت کے ظنی و اجتہادی مسائل میں جو تشریح وتعبیر انہوں نے کی اور مسلمانوں کا سواد اعظم اس پر عمل پیرا ہوکر دین اسلام کے راستوں پر گامزن ہے۔ تو شیخ نجد کے ہمارے یہاں کے پنجابی و ہندی مقلدین کے نزدیک یہ سب قابل گردن زدنی ہیں اور ائمہ و فقہاء دودھ پیتے بچے تھے، جن کو اپنے اجتہاد میں قرآن وسنت سمجھ ہی نہ آسکا۔ قرآن وحدیث کو تو اگر سمجھا ہے تو بس آٹھویں صدی میں شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہ نے اور بارہویں صدی ہجری میں شیخ نجد نے سمجھا ہے۔ ع

بایں عقل ودانش بباید گریست۔

برصغیر پاک وہند و بنگلہ دیش کے غیر مقلد اہلِ حدیثوں کا ایک المیہ اور دورنگی یہ بھی ہے کہ ایک طرف تو یہ فقہاء و مجتہدین کی تقلید کو شرک یا ناجائز کہتے ہیں، دوسری طرف آلِ سعود و آلِ شیخ کو جو بحیثیتِ مجموعی فقہ حنبلی سے استناد و استدلال کرتے ہیں، اور اہلِ سنت کے چاروں تقلیدی مذاہب میں سے ایک مذہب کے حامل ومقلد ہیں، ان کو بھی انہوں نے شیشے میں اتارا ہوا ہے، وہاں فقہ حنبلی کی تقلید کو ناجائز یا شرک کہنے سے یار لوگوں کی زبانوں پر فالج گرتا ہے، اور برصغیر میں سلفیت کے نام پر آل سعود کے ترجمان اور بازوئے شمشیر زن بنے پھرتے ہیں، اور چاروں ائمہ فقہاء جو ہر نام نہاد سلفی سے بڑھ کر سلفی تھے (کہ سلف صالحین میں سے تھے، اور تابعین وتبع تابعین کے مبارک ادوار سے تعلق رکھتے تھے) ان کی تقلید کرنا جن غیر مقلدوں کو کبھی ہضم اور گوارا نہیں ہوتا، ہمیشہ اس تقلید پر شیطان کی طرح وسوسے، اہلِ سنت مقلدین خصوصاً حنفیہ کے سادہ لوح عوام کے دلوں میں ڈالتے، اور دماغوں میں انڈیلتے ہیں، لیکن کیسی جائے عبرت ہے کہ بارہویں صدی کے شیخِ نجد کی فکر کو اپنانے اور ان کی کتابوں کی اندھی تقلید کرنے اور ان کا پرچار کرنے کو عین سعادت اور اسلام سمجھتے ہیں، گو اس سعادت مندی میں سعودی ریالوں اور سعودی نوکریوں کا بھی دخل لگتا ہے۔

☆ 30 OIC (آرگنائزیشن اسلامک کانفرنس Organization Islamic conference) اسلامی سربراہی کانفرنس تاسیس ۱۹۶۹ء۔

☆ 31، 32 اسلامی بینکاری کی بنیادیں، ڈاکٹر محمود احمد غازی مرحوم۔

**تمت**

www.idaraghufran.org

**سلسلہ: تاریخی معلومات**　　　　مولانا طارق محمود

# ماہِ رمضان: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ رمضان ۷۵۲ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی بن سعید بن سالم انصاری دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبهة، ج۳ص ۶۵)

□......ماہِ رمضان ۷۵۴ھ: میں حضرت ابوالفتح محمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی القاسم بن عنان بن موسیٰ بن اسماعیل بن عبداللہ بن مکی بکری میدومی مصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۲۱۸)

□......ماہِ رمضان ۷۵۵ھ: میں حضرت ابوالطاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن ابی بکر بن ابی ادریس فضل اللہ فیروز آبادی شافعی لغوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۲۷۶)

□......ماہِ رمضان ۷۵۶ھ: میں حضرت محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن سالم بن برکات انصاری دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۹۸)

□......ماہِ رمضان ۷۵۷ھ: میں اسدالدین ابوبکر بن یوسف بن شادی کی وفات ہوئی۔

(الوافی بالوفیات للصفدی، ج ۱۰ ص ۱۶۸)

□......ماہِ رمضان ۷۵۸ھ: میں حضرت فاطمہ بنِ ابراہیم بن داؤد کردی رحمہا اللہ کی وفات ہوئی۔

(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۲ ص ۳۸۵)

□......ماہِ رمضان ۷۶۰ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن لؤلؤ شہاب الدین مصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبهة، ج۳ص ۸۱)

□......ماہِ رمضان ۷۶۱ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن ابی بکر بن خلیل بن محمد بن عمر بن محمد اعزازی صالحی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۱۰۶)

□......ماہِ رمضان ۷۶۳ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ عبدالرحمٰن بن عمر بن رسلان بن نصر بن صالح بن عبدالخالق بن عبدالحق رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبهة، ج۴ص ۸۷)

www.idaraghufran.org

□......ماہِ رمضان ۷۶۴ھ: میں حضرت ناصرالدین محمد بن اسماعیل بن یحییٰ بن اسماعیل دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۱۰۳)

□......ماہِ رمضان ۷۶۴ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم بعلبکی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة، ج۳ ص۷۸)

□......ماہِ رمضان ۷۶۴ھ: میں حضرت ابوالثناء محمود بن محمد بن ابراہیم بن جملۃ بن مسلم بن تمام بن حسین بن یوسف خطیب دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة، ج۳ ص۱۳۷)

□......ماہِ رمضان ۷۶۷ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن یوسف بن احمد بن عمر خلاطی مصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۴۱۱)

□......ماہِ رمضان ۷۶۹ھ: میں حضرت تاج الدین ابوبکر بن احمد بن محمد اموی مقدسی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۲ ص ۳۳۶)

□......ماہِ رمضان ۷۶۹ھ: میں حضرت جمال الدین عبداللہ بن علی بن حسن بن عبدالعزیز بن فرات مصری حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۲ ص ۴۱)

□......ماہِ رمضان ۷۷۸ھ: میں حضرت تقی الدین محمد بن احمد بن عمر بن محمد سبکی ابن السکری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۷۱)

□......ماہِ رمضان ۷۸۲ھ: میں حضرت زین الدین ابوحفص عمر بن حمزہ بن یونس بن حمزہ بن عباس عدوی صفدی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۲ ص ۲۳۸)

□......ماہِ رمضان ۷۹۱ھ: میں قاضی القضاۃ حضرت عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد بن سلیمان بن خیر اسکندری مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۲ ص ۹۹)

□......ماہِ رمضان ۷۹۵ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالمعطی بن سالم بن عبدالمعطی بن محمد کنانی عسقلانی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۲ ص ۲۱۴)

□......ماہِ رمضان ۷۹۹ھ: میں حضرت ابوالروح عیسیٰ بن عثمان بن عیسیٰ شرف الدین غزی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة، ج۳ ص ۱۶۱)

www.idaraghufran.org

Idara Ghufran

**علم کے مینار** امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:21) مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

# امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، تکالیف اور آزمائشیں (حصہ دوم)

## (1)......وفات

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ امیرِ کوفہ یزید بن عمر بن ہبیرہ فزاری نے آپ کے لیے عہدۂ قضاء تجویز کیا اور آپ کو کوفہ کا قاضی بننے کی پیشکش کی، مگر آپ نے حکام کی بے جا رعایت، اور ظلم و جبر کا ساتھ نہ دینے کا عزم کرتے ہوئے، اس پیشکش کو قبول نہیں کیا، اس پر آپ کو روزانہ 10 کوڑے مارے جاتے، مگر صبر وتحمل کا دامن تھامتے ہوئے اس سزا کو برداشت کیا، اور پھر رہا کر دیے گئے۔[1]

پھر اس کے بعد 146 ہجری میں خلیفۂ وقت ابوجعفر منصور کی طرف سے ایک دفعہ دوبارہ یہ عہدہ قبول کرنے کی پیشکش کی گئی، مگر آپ نے ان ہی وجوہات کی بناء پر انکار کر دیا، جس پر آپ کو دوبارہ کوڑوں کی سزا دی گئی اور قید بھی کیا گیا۔

آپ کی شہرت تو دور دور تک پہنچی ہوئی تھی، جو قید کی حالت میں اور بھی زیادہ ہوتی گئی، اور جو اندیشہ آپ کے متعلق حکام وامراء کو تھا، وہ قید کی حالت میں بھی رہا، جس کی آخری تدبیر یہ کی گئی کہ آپ کو بے خبری کی حالت میں زہر دلوایا گیا، جب آپ کو زہر کا اثر محسوس ہونے لگا، تو سجدہ میں چلے گئے، اور اسی حالت میں جامِ شہادت نوش کرتے ہوئے خالقِ حقیقی سے جا ملے (انا للہ وانا الیہ راجعون)[2]

اور اس طرح ان ظالم امراء وخلفاء نے آپ پر بے جا ظلم کرتے ہوئے اور آپ کو شہید کرکے اپنی شیطانی پیاس بجھائی۔

---

[1] وکلمه ابن هبيرة على أن يلى القضاء ، فأبى، فضربه مائة سوط وعشرة أسواط، كل يوم عشرة أسواط، فصبر وامتنع، فلما رأى ذلک خلى سبيله (مكانة الامام ابى حنيفة فى الحديث، لمحمد عبد الرشيد النعمانى الباكستانى المتوفى1420هجرى، ص ٦٤)

[2] عن بشر بن الوليد قال مات أبو حنيفة فى السجن ودفن فى مقابر الخيزران قال يعقوب بن شيبة خبرت انه توفى وهو ساجد (اخبار ابى حنيفة و اصحابه للصيمرى، ص ٩٣)

www.idaraghufran.org

## (2)...... کفن ودفن

آپ کی وفات کی خبر جلد تمام شہر میں پھیل گئی اور سارا بغداد اُمڈ آیا، ایک روایت کے مطابق آپ کے جنازہ میں کم وبیش 50 ہزار سے زیادہ افراد شریک ہوئے، اس پر بھی آنے والوں کا سلسلہ قائم تھا، یہاں تک کہ چھ بار نماز ہ جنازہ پڑھی گئی، اور عصر کے قریب جا کر آپ کو دفن کیا جاسکا۔

قاضیِ بغداد حسن بن عمارہ نے آپ کو غسل دیا، وہ آپ کو غسل دیتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ ”اللہ کی قسم آپ سب سے بڑے فقیہ، بڑے عابد اور بڑے زاہد تھے، آپ میں تمام خوبیاں پائی جاتی تھیں“۔ [۱]

آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو بغداد کے قبرستان ”خیزران“ میں دفن کیا گیا۔ [۲]

آپ کی پیدائش 80ھ ہجری میں ہوئی، اور وفات 150 ہجری میں، اس طرح آپ کی عمر 70 سال بنتی ہے۔

## (3)...... اظہارِ افسوس!

اس وقت ان ممالک میں بڑے بڑے ائمہ مذہب موجود تھے، جن میں سے بعض آپ کے اساتذۂ کرام بھی تھے، سب نے آپ کی وفات کا رنج کیا، اور نہایت تاسف آمیز کلمات کہے۔

(1)...... ابن جریج مکہ میں تھے، سن کر کہا کہ ”انا للہ وانا الیہ راجعون! آپ کے ساتھ علم کا ایک بڑا حصہ بھی چلا گیا“۔ [۳]

---

[۱] إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة عن أبيه قال: لما مات أبي سألنا الحسن بن عمارة أن يتولى غسله ففعل، فلما غسله قال: رحمک الله وغفر لک لم تفطر منذ ثلاثين سنة ولم تتوسد يمينک بالليل منذ أربعين سنة، وقد أتعبت من بعدک، وفضحت القراء (تاريخِ بغداد للخطيب ، ج۱۳ ، ص ۳۵۳)

[۲] إبراهيم بن محمد بن عرفة، قال: وأما مقابر الخيزران، فمنسوبة إلى الخيزران أم موسى وهارون، يعني: ابني المهدى، وهى أقدم المقابر فيها قبر أبي حنيفة، وقبر محمد بن إسحاق صاحب المغازى (تاريخِ بغداد للخطيب ، ج۱ ، ص ۴۸۴)

[۳] نصر بن على قال سمعت روحا قال كنا عند ابن جريج فى سنة خمسين ومائة فقيل له مات أبو حنيفة فاسترجع ثم قال مات معه علم كثير (اخبار ابى حنيفة و اصحابه ، ۸۲)

www.idaraghufran.org

(2)......امام شعبی رحمہ اللہ جو کوفہ کے فقیہ اور امام تھے، آپ کے استاد تھے، آپ کی وفات کی خبر سن کر ''انا للہ'' پڑھا اور کہا کہ کوفہ سے علم کی روشنی چلی ہوگئی، جس کی وجہ سے ایک اندھیرا سا چھا گیا، اور اہلِ کوفہ اس کے بعد آپ جیسا علم وفضل والا کبھی نہ دیکھ سکیں گے''۔ [۱]

(3)......آپ کے اصحاب سے روایت کہ جب ہبیرہ نے آپ کو کوڑوں کی مذکورہ سزا دی، تو آپ کہا کرتے تھے کہ مجھے اس سزا سے اتنی تکلیف نہیں ہوئی، جتنی کہ اس حادثہ پر والدہ کے رنج وغم سے ہوئی، اور اس معاملہ میں آپ والدہ کے بہت خیال رکھنے والے تھے۔

اس پر والدہ نے کہا کہ اے نعمان! جس علم کی وجہ سے تمہیں آج یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے، اس سے ترکِ تعلق یعنی اس کو چھوڑ کیوں نہیں کر دیتے؟ اس پر میں نے کہا کہ اگر میں اس علم سے دنیا حاصل کرنا چاہتا، تو بہت زیادہ حاصل کر لیتا، لیکن میں نے تو یہ علم اس لیے حاصل کیا کہ اس سے اللہ کی رضا حاصل کر سکوں، اور اپنی نجات کا سامان کر سکوں۔ [۲]

(4)......ابن مبارکِ کے پاس جب آپ کا ذکر ہوتا، تو کہتے تھے کہ:

ابوحنیفہ! تو وہ شخصیت کہ جس کو دنیا پیش کی گئی اور مال بھی پیش کیا گیا، مگر اس نے ان کو ٹھکرا دیا، اور کوڑوں سے بھی پیٹا گیا، پھر اس پر بھی صبر کیا۔ [۳]

(5)......حسن بن ربیع کا بیان ہے کہ آپ اپنے اصحاب سے کہا کرتے تھے کہ ابوحنیفہ سے زیادہ کون صبر کرنے والا ہوسکتا ہے کہ جس کو دنیا کی دولت پیش کی گئی، مگر انہوں نے اس کو لینے سے

---

[۱] نصر بن علی قال کنا عند شعبة فقیل له مات أبو حنیفة فقال بعدما استرجع لقد طفیء عن أهل الکوفة ضوء نور العلم أما إنهم لا یرون مثله أبدا (اخبار ابی حنیفة و اصحابه ، ۸۰)

[۲] محمد بن شجاع الثلجی: حدثنی حبان رجل من أصحاب أبی حنیفة، قال: قال أبو حنیفة حین ضرب لیلی القضاء: ما أصابنی فی ضربی شیء أشد علی من غم والدتی، وکان بها برا (مکانة الامام ابی حنیفة فی الحدیث، لمحمد عبد الرشید النعمانی الباکستانی المتوفی1420هجری، ص ۶۴)

فقالت لی یا نعمان إن علما أکسبک مثل هذا لقد یحق لک أن تفر منه فقلت لها یا أماه لو أردت به الدنیا لوصلت إلیها ولکن أردت ان یعلم الله أنی قد صنت العلم ولم أعرض نفسی فیه للهلکة (اخبار ابی حنیفة واصحابه، ص ۶۳)

[۳] وذکر أبو حنیفة عند ابن المبارک، فقال: ماذا یقال فی رجل عرضت علیه الدنیا والأموال، فنبذها، وضرب بالسیاط فصبر علیها (مکانة الامام ابی حنیفة فی الحدیث، لمحمد عبد الرشید النعمانی الباکستانی المتوفی1420هجری، ص ۶۴)

www.idaraghufran.org

صاف انکار کردیا۔ [1]

(6)......امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ابوحنیفہ، علم، زہد، تقویٰ اور طلبِ آخرت میں بلند مقام پر فائز ہیں، جہاں کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔

خلیفۂ وقت ابوجعفر منصور کی طرف سے جب آپ کو عہدۂ قضا قبول کرنے کی پیشکش کی گئی، مگر آپ نے اس عہدہ کو قبول نہ کیا، جس کے بدلہ میں آپ کو کوڑے مارے گئے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنے جسم پر کوڑے لگنے کے بعد آپ کے اس واقعہ کو یاد کرتے، تو بے اختیار رو پڑتے، اور آپ کے حق میں رحمت ومغفرت کی دعاء کرتے۔ [2]

معلوم ہوا کہ زہد وتقویٰ اور پرہیزگاری اور مصائب پر صبر کرنے میں آپ کی نظیر نہیں ملتی کہ جس پر آپ کے زمانہ کے لوگ، علماء وفقہاء اور آپ کے اصحاب بھی قائل تھے۔ (جاری ہے......)

[1] أحمد بن عطية قال قال الحسن ابن الربيع يوما لرجل ونحن عنده من يقدر يقول ان احدا أصبر على ما صبر عليه أبو حنيفة من إنسان يقال له خذ الدنيا فيقول لا آخذها (اخبار ابى حنيفة واصحابه، ص ٦٣)

[2] إسماعيل بن سالم البغدادى يقول ضرب أبو حنيفة على الدخول فى القضاء فلم يقبل القضاء .
قال :وكان أحمد بن حنبل إذا ذكر ذلك بكى وترحم على أبى حنيفة وذلك بعد أن ضرب أحمد (تاريخ بغداد للخطيب ، ج٦ ص ٩٥)

عدنان احمد خان
0345-5067603
الفهد فوڈز کوکنگ سنٹر
دوکان نمبر K-93، ظفرالحق روڈ، نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
فون: 051-5961624

**تذکرۂ اولیاء** حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط14) مفتی محمد ناصر

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

# حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی متعدد اولاد ہوئی ہے، روایات میں ان کی تعداد تیرہ تک مروی ہے، جن میں سے نو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں، ان کے نام اور مختصر حالات حسبِ ذیل ہیں۔

عبید اللہ، عبد اللہ، حفصہ، عبد الرحمٰن اکبر، عبد الرحمٰن اوسط، عبد الرحمٰن اصغر، عاصم، زید اکبر، زید اصغر، رقیہ، فاطمہ، عیاض، اور زینب۔

(کذا فی الریاض النضرة فی مناقب العشرة، للطبری، ص۱۹۸، وص۱۹۹، صفة الصفوة لابن الجوزی، المتوفیٰ ۵۹۷ھ، ج۱، ص۲۷۵، من حیاة عمر بن الخطاب، ص۱۹، وص۲۰)

## عبد اللہ بن عمر

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اونچے درجے کے صحابی، وسیع علم رکھنے والے مفتی صحابی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے پیروکار ہیں، حضرت زینب بنتِ مظعون رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں، اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ میں ہی اسلام لے آئے تھے، اور اپنے والدین کے ساتھ ہی مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے، ہجرت کے وقت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی عمر گیارہ سال اور کچھ ماہ تھی۔ [1]

غزوۂ بدر میں آپ کم سِن ہونے کی وجہ سے شریک نہیں ہوسکے، اور غزوۂ اُحد میں آپ کی شرکت میں اختلاف ہے، البتہ غزوۂ خندق کے موقعہ پر آپ کی عمر پندرہ سال تھی، اور اس میں آپ کا

---

[1] عن نافع، عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال: کان فرض للمهاجرين الأولين أربعة آلاف فی أربعة، وفرض لابن عمر ثلاثة آلاف وخمس مائة، فقيل له هو من المهاجرين فلم نقصته من أربعة آلاف، فقال: " إنما هاجر به أبواه يقول: ليس هو كمن هاجر بنفسه (بخاری، رقم الحديث ۳۹۱۲)

(قال) عمر –رضی الله عنه–: (إنما هاجر به أبواه) وكان عمره حينئذ إحدى عشرة سنة وأشهرا (يقول: ليس هو كمن هاجر بنفسه) (ارشاد الساری، باب هجرة النبی –صلی الله عليه وسلم– وأصحابه إلی المدينة)

Idara Ghufran

شریک ہونا ثابت ہے، آپ بیعتِ رضوان میں بھی شامل تھے، فتحِ مکہ کے موقعہ پر آپ کی عمر بیس سال تھی (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبدالبر، ج۱، ص۲۹۰)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث براہِ راست بھی روایت کی ہیں، اور حضرت ابوبکر، اپنے والد حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، اور دیگر کئی صحابۂ کرام کے واسطے سے بھی روایت کی ہیں، ان کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً اڑھائی ہزار احادیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔

آپ کے دل میں دنیا کی محبت نہیں تھی، اور آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے (محض الصواب فی فضائل امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، ج۳، ص۸۷۶، وص۸۷۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ سے بہت محبت فرماتے تھے، چنانچہ آپ کی بہن اُمُ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ:

إِنَّ أَخَاکِ رَجُلٌ صَالِحٌ، أَوْ: إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ (ترمذی، رقم الحدیث ۳۸۲۵، بخاری، رقم الحدیث ۳۷۴۰)

ترجمہ: آپ کے بھائی نیک آدمی ہیں، یا یہ فرمایا کہ عبداللہ صالح (اور نیک) مرد ہیں (ترمذی، بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بہت محبت فرماتے تھے، صحابہ میں آپ کا بلند مقام ہے، اور آپ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔

آپ کی اولاد میں سالم، حمزہ اور عبداللہ معروف ہیں، باختلافِ روایات سنہ ۷۳ھ، یا ۷۴ھ میں آپ کا انتقال ہونا مروی ہے (محض الصواب فی فضائل امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، ج۳، ص۸۷۸)

## اُمُ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں، جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ اور اُمُ المؤمنین ہونے کا شرف حاصل ہے، آپ بعثتِ نبوی سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں، حضرت زینب بنتِ مظعون رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں، پہلا نکاح خنیس بن

حذافہ سے ہوا، اپنے والدین اور شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئیں، غزوۂ بدر میں خنیس نے زخم کھائے، اور واپس آکر ان ہی زخموں کی وجہ سے شہادت پائی، عدت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ۶۰ حدیثیں منقول ہیں، جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنی تھیں۔

آپ بہت عبادت گزار، رات کو قیامُ اللیل کرنے والی اور دن میں روزہ رکھنے والی خاتون تھیں۔ مدینہ میں انتقال کیا، آپ کی وفات کے سنہ میں کافی اختلاف ہے، باختلافِ روایات سنہ ۴۱ھ، سنہ ۴۵ھ میں انتقال ہوا، یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا، مروان نے جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا، جنازہ پڑھایا، اور کچھ دور تک جنازے کو کندھا دیا (سیر الصحابیات مع اسوۂ صحابیات)

## عبدالرحمٰن (اکبر، اوسط، اصغر)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عبدالرحمٰن نام کی تین اولادیں ہیں، عبدالرحمٰن اکبر، عبدالرحمٰن اوسط اور عبدالرحمٰن اصغر۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن اکبر، حضرت زینب بنتِ مظعون رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے، اور عبداللہ بن عمر اور اُمُّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے، روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تھا، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت نہیں کی

(محض الصواب فی فضائل امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، ج ۳، ص ۸۷۹، واسد الغابۃ لابن الاثیر، ج ۲، ص ۲۰۷)

عبدالرحمٰن (اوسط) ابو شحمہ کی کنیت سے مشہور ہیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اُمِ ولد لہیہ کے بطن سے تھے، ان کے بارے میں مروی ہے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے انہیں مصر میں شراب کی سزا دی تھی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ بلوالیا، جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں والد ہونے کی حیثیت سے سزا دی تھی، جس کے ایک ماہ بعد ان کا انتقال ہوگیا، عام لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سزا سے ان کا انتقال ہوا، مگر اس خیال کو بعض سوانح نگاروں نے غلط قرار دیا ہے (اسد الغابۃ لابن الاثیر، ج ۲، ص ۲۰۷، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبدالبر، ج ۱، ص ۲۵۴، وص ۲۵۵)

اور عبدالرحمٰن (اصغر) ابو مجبر کی کنیت سے مشہور ہیں، ایک روایت کے مطابق یہ حضرت عمر رضی اللہ

عنہ کی اُمِ ولد لہیۃ اور دوسری روایت کے مطابق فکہیۃ کے بطن سے تھے (اسد الغابۃ لابن الاثیر، ج۲،ص۲۰۷)

اصحابِ حدیث ان کے ذکر سے خاموش ہیں، اس کی وجہ بعض نے یہ قرار دی ہے کہ ان سے کوئی حدیث مروی نہیں (محض الصواب فی فضائل امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، ج۳،ص۸۸۰)

## عاصم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے عاصم تھے، جو جمیلہ بنتِ ثابت بن ابو اقلح کے بطن سے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہی ان کی ولادت ہوئی، نہایت پاکیزہ نفس اور نیک و صالح اور بُردبار طبیعت کے حامل تھے، بلند قامت اور جسیم تھے، کتبِ حدیث میں ان سے بھی احادیث مروی ہیں، حضرت عمر بن عبدالعزیز ان ہی کے نواسے تھے، روایت ہے کہ سنہ ۷۰ء میں ان کا انتقال ہوا

(محض الصواب فی فضائل امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، ج۳،ص۸۸۰)

## عیاض

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل کے بطن سے تھے، جو عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں (کذا فی تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، تحت رقم الترجمۃ ۲۲۷۸)

ان کا ذکر بھی اصحابِ حدیث کی کتب سے خالی ہے، اس کی وجہ بعض اہلِ علم نے یہ بتلائی ہے کہ ان سے کوئی حدیث مروی نہیں ہے (محض الصواب فی فضائل امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، ج۳،ص۸۸۲)

## فاطمہ

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ اُمِ حکیم بنتِ حارث بن ہشام کے بطن سے تھیں، جو پہلے حضرت عکرمہ کے نکاح میں تھیں، شام میں حضرت عکرمہ کے انتقال کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آ گئیں۔

## عبیداللہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادوں میں سے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابی ہیں، اور جلیل القدر صحابہ سے حدیث سُننے والے ہیں، عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ ملیکہ بنتِ جرول کے بطن سے ہیں، جنہیں اُمِ کلثوم بنتِ جرول بھی کہا جاتا ہے، سنہ ۳۷ ھجری میں جنگِ صفین کے موقع پر ان کا انتقال ہوا (تاریخ دمشق لابن عساکر، ج ۳۸، ص ۵۷، وص ۵۸)

## زید اصغر

یہ بھی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زوجہ ملیکہ بنتِ جرول کے بطن سے ہیں، جنہیں اُمِ کلثوم بنتِ جرول بھی کہا جاتا ہے، ان کے حالات کا ذکر کم ملتا ہے، اس کی وجہ بعض اہلِ علم نے یہ قرار دی ہے کہ شاید ان کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا، جبکہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ زید اصغر سنہ ۳۷ ھجری میں اپنے بھائی عبیداللہ کے ساتھ جنگِ صفین میں شریک تھے، اور اسی جنگ میں ان کا انتقال ہوا (محض الصواب فی فضائل أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب، ج ۳، ۸۸۲، الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج ۳، ص ۲۰۱)

## زید اکبر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زید نامی ایک اور صاحبزادے بھی ہیں، جنہیں زید اکبر کہا جاتا ہے، روایت ہے کہ یہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی اُمِّ کلثوم کے بطن سے تھے، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آخری زوجہ مطہرہ تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح خاندانِ نبوت میں شامل ہونے کے لئے کیا تھا (صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی، المتوفی ۵۹۷ھ، ج ۱، ص ۲۷۵)

## رقیہ

یہ بھی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی اُمِّ کلثوم کے بطن سے تھیں، ان کے تفصیلی حالات بھی کتبِ حدیث وسیرت میں دستیاب نہیں ہیں۔

## زینب

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اُمِ ولد فکہیۃ کے بطن سے تھیں، روایت ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی اولاد تھیں (فصل الخطاب فی سیرۃ ابن الخطاب للصلابی، ص ۵)

www.idaraghufran.org

**پیارے بچو!**

مولانا محمد ریحان

# خودرائی کا انجام(قسط1)

پیارے بچو!دو کبوتر ایک ہی گھر میں رہا کرتے تھے۔ایک کا نام بازندہ اور دوسرے کا نوازندہ تھا۔بازندہ کے دل میں گھومنے پھرنے کا شوق پیدا ہوا۔اپنے دوست سے کہنے لگا کہ چلو دنیا کی سیر کر کے آئیں۔کیونکہ سفر میں بے شمار عجیب وغریب چیزیں نظر سے گزرتی ہیں اور تجربہ حاصل ہوتا ہے۔

سیر کر دنیا کی غافل زندگانی پھر کہاں زندگی گر کچھ رہی تو نوجوانی پھر کہاں

نوازندہ کہنے لگا کہ اے دوست تم نے کبھی سفر کی مشکل نہیں دیکھی۔اگر تم اس سے واقف ہوتے تو ایسا فضول ارادہ کبھی نہ کرتے۔بازندہ نے کہا کہ یہ تو سچ ہے کہ سفر کی مشکلات سے جان پر آبنتی ہے مگر دنیا کی سیر اور رنگینیاں کچھ ایسی چیز ہے کہ تمام مشکلات کو بھلا دیتی ہے۔جب طبیعت کو سفر کی مشکلات برداشت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے،اور دنیا کی عجیب چیزیں دیکھنے کا چسکا لگ جاتا ہے تو یہ مصیبت بھی راحت معلوم ہوتی ہے۔

گلستاں جہاں میں پھول بھی ہیں اور کانٹے بھی مگر جو گل کے جویا ہیں انہیں کیا خار کا کھٹکا

نوازندہ بولا اے دوست!دنیا کی سیر وسیاحت کا مزہ تو تب ہی آتا ہے جب دوست احباب ساتھ ہوں۔ان کی جدائی کا رنج وغم ساری کیفیتوں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔اب تمہیں رہنے کے لیے گھر کھانے کے لیے دانہ پانی کھلا ملا ہوا ہے بس اسی پر شکر کرو اور اپنے گھر میں سلامتی کے ساتھ رہنے کو غنیمت سمجھو۔

بازندہ نے اپنے دوست کی ایک نہ سنی اور اپنے پرانے دوست کو چھوڑ کر اڑا۔ہرے بھرے جنگلوں اور کھلے میدانوں کی سیر کرتا ہوا،رات گزارنے کے لیے ایک پہاڑی کے دامن میں جا کر ٹھہرا۔ابھی وہ لیٹا ہی تھا کہ اچانک تیز آندھی چلنے لگی۔بازندہ کو کوئی پناہ نہ ملی درختوں کی شاخوں اور پتوں میں چھپ چھپا کر وہ رات بسر کی۔صبح ہوئی تو پھر اڑا،اب سوچ رہا تھا کہ واپس اپنے گھر چلا جائے۔پھر کہنے لگا کہ جب ارادہ کیا ہے تو چند دن اور سفر کی کیفیت دیکھنی چاہیے۔(جاری ہے)

بزمِ خواتین

مفتی طلحہ مدثر

# عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب (قسط 3)

معزز خواتین! پیچھے سومری اور ہندوستانی معاشرے میں عورت کے مقام و مرتبہ اور اس کی عزت و عصمت کے بارے میں موجود حقوق و قوانین کا ذکر کیا گیا تھا، آگے کچھ دیگر معاشروں میں خواتین کے مقام و مرتبہ کا حال ملاحظہ فرمائیں۔

## قدیم ایران کے معاشرے میں عورت کا مقام و مرتبہ

قدیم ایرانی تہذیب و معاشرے میں عورت کا مقام و مرتبہ ایک حال پر نہیں رہا بلکہ زرتشت کے دور سے پہلے عورت کو حقارت آمیز شکل میں رکھا گیا، پھر زرتشت کے قوانین میں اس کو اہمیت دی گئی اور اس کے حقوق کی حمایت کی گئی، چنانچہ اس حمایت کے نتیجے میں عورتوں کو کچھ حقوق حاصل ہو گئے مثلاً اپنی پسند سے نکاح طلاق کا اختیار اور جائداد کی ملکیت کا اختیار، زرتشت کے قوانین سے پہلے یہ مختصر حقوق بھی خواتین کو حاصل نہیں تھے، لیکن عورتوں کی یہ حالت زیادہ عرصہ برقرار نہیں رہی بلکہ کچھ ہی عرصہ بعد ان کے ساتھ وہی استحصال اور ذلت کا رویہ اپنا لیا گیا، ان کا معاشرہ زمانہ جاہلیت کے عرب معاشرے سے بھی مشابہت رکھتا تھا چنانچہ بیٹی کے پیدا ہو جانے کو ان کے معاشرے میں بھی معیوب سمجھا جاتا تھا۔

ایرانی معاشرے میں خواتین کی فطری ناپاکی حیض نفاس وغیرہ کے ایام میں ان کو اس درجہ نجس سمجھا جاتا تھا کہ ان مخصوص ایام میں ایسی خواتین کو گھروں سے دور شہر یا قصبہ وغیرہ کے مضافات میں لگائے گئے خیموں میں منتقل ہونا پڑتا تھا، اس سارے دورانیے میں کسی شخص کو ان سے ملنے جلنے کی اجازت نہیں تھی یہاں تک کہ ان کے لیے کھانے پینے کی اشیاء لے کر جانے والے خادم اور باندیوں کو بھی یہ تلقین کی جاتی تھی کہ وہ اپنے سر، کانوں اور چہرے وغیرہ کو خوب ڈھک کر جائیں کیونکہ ان کے عقیدے کے مطابق اگر خیمے کی کوئی بھی چیز یہاں تک کہ ہوا بھی ان خادموں کو چھو

www.idaraghufran.org

لے گی تو یہ بھی ناپاک ہو جائیں گے۔

## قدیم یونان کے معاشرے میں عورت کا مقام و مرتبہ

عہدِ قدیم کے یونان کا معاشرہ ایک ترقی یافتہ اور شہری و تمدنی اصولوں پر استوار معاشرہ تصور کیا جاتا تھا چنانچہ اس معاشرے میں بڑے بڑے نامور افراد پیدا ہوئے، جیسے بقراط، سقراط، جالینوس، فیثا غورث، دیمقراطیس، افلاطون، اور اس کا قابلِ فخر شاگرد ارسطو، جس کو قدیم مسلم فلاسفروں نے یونانی منطق و فلسفہ میں معلمِ اول کا خطاب دیا (فارابی کو معلمِ ثانی، اور بوعلی سینا کو معلمِ ثالث اور شیخ الرئیس کا خطاب ولقب ملا)

لیکن اس معاشرے کی ساری ترقی علم، فلسفہ اور ثقافت کے میدان میں تھی، مذہب و اخلاقیات کے باب میں اوہام پرستی، مظاہر پرستی، اجداد پرستی اور بت پرستی ساری دنیا کی طرح یہاں کا بھی سکہ رائج الوقت تھا، اور شرف انسانیت کی مٹی یہاں بھی اسی طرح پلید ہو رہی تھی، جس طرح باقی عرب وعجم میں، عورت کے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے اس کی حالت دیگر معاشروں سے کوئی بہت زیادہ مختلف نہیں تھی۔

چنانچہ عورت کو معاملات مثلاً خرید و فروخت کرنے یا اپنا کوئی معاملہ حاکم کے سامنے لے جانے کا اختیار نہیں تھا، ان کے یہاں یہ قانون تھا کہ جو معاملہ بھی کسی عورت کے ذریعہ انجام دیا جائے گا وہ معاملہ قانوناً باطل اور کالعدم تصور ہوگا، نیز عورت کو میراث کا مستحق تصور نہیں کیا جاتا تھا، خواتین کی تعلیم کا ان کے ہاں کوئی معقول انتظام نہیں تھا، جس عورت کے اولاد نہ ہو تو شوہر کو اسے طلاق دینے کا اختیار تھا خواہ اس میں خود ہی اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت نہ ہو، اگر کسی میں اولاد پیدا کرنے کی استطاعت نہ ہو تو شوہر کو اس معاملے میں اپنے کسی رشتہ دار سے مدد لینا کا اختیار تھا اور ایسی صورت میں یہ اولاد اسی خاوند کی کہلاتی تھی جس کی بیوی نے اولاد کو جنم دیا ہے عورت کو اس معاملے میں انکار کا اختیار نہیں تھا، البتہ یونانی تہذیب میں ''اسپارٹہ'' کی ریاست ایسی تھی جہاں عورت کو کافی آزادی تھی وہ تعلیم حاصل کرتی تھی اور موسیقی اور ریاضی وغیرہ سیکھتی تھی۔

www.idaraghufran.org

# اچھے کام کی بنیاد ڈالنا صدقہ جاریہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ دَعَا إِلٰى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلٰى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا.**

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے (کسی کو) ہدایت کی طرف بلایا تو اس کو ان لوگوں کے عمل کے برابر ثواب حاصل ہوگا، جنہوں نے اس کی ہدایت کی پیروی کی، مگر اس کی وجہ سے ان (ہدایت پر چلنے والوں) کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی، اور جس نے (کسی کو) ضلالت وگمراہی کی طرف بلایا، تو اس کو ان لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا، جنہوں نے اس کی ضلالت وگمراہی کی پیروی کی، مگر اس کی وجہ سے ان (گناہ گاروں) کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی (مسلم، حدیث 2674 ''16'')

معلوم ہوا کہ اچھے کام کو شروع کرنے اور بنیاد ڈالنے کا بہت ثواب ہے، جس پر دوسروں کا عمل کیا جانا صدقہ جاریہ کا سبب بنتا ہے، اور عمل کرنے والوں کے اجر میں سے بھی کمی نہیں کی جاتی، اس کے برخلاف بُرے اور گناہ کے کام کو شروع کرنے اور بنیاد ڈالنے کا وبال بھی جاری رہتا ہے۔

Savour Foods®

RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923

ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9

Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021

Melody Food Park
Tel:2873300

www.savourfoods.com.pk

# متقین کی صفات اور ان سے اللہ تعالیٰ کی محبت

سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

**اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡكٰظِمِيۡنَ الۡغَيۡظَ وَالۡعَافِيۡنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ** (سورة آل عمران، آیت 134)

ترجمہ: (اور متقین) وہ لوگ ہیں جو خوش حالی اور تنگ دستی (دونوں حالتوں) میں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں، اور غصہ کو پی جاتے ہیں، اور لوگوں کو معاف کر دینے کے عادی ہیں، اور اللہ محبت فرماتا ہے (ایسے) نیک لوگوں سے۔

ایک حدیث میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: اَلصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ ، قِيلَ: أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَكْمَلُ إِيمَانًا ، قَالَ أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا.**

ترجمہ: عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کون سا عمل (یا کون سا ایمان) افضل ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کرنا اور درگزر (یعنی معاف کرنا، عرض کیا گیا کہ مومنوں میں کس کا ایمان کامل ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں (ابن ابی شیبہ، حدیث 31032)

معلوم ہوا کہ انسان کو ہر حالت میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہنا چاہئے، اور لوگوں کے ساتھ نرمی، معافی اور اچھے اخلاق کا برتاؤ کرنا چاہئے، کیونکہ ایسے لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔

# مومن کا ہر عمل خیر والا ہوتا ہے

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ (مسلم، رقم الحديث 9992 "64")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا معاملہ بہت ہی اچھا ہے، اس کا ہر معاملہ خیر والا ہے، اور یہ مومن کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں، مومن کو اگر کوئی خوشی پہنچتی ہے، تو شکر کرتا ہے، اس میں اس کے لئے خیر ہوتی ہے، اور اگر اسے کوئی مصیبت و تکلیف پہنچتی ہے، تو صبر کرتا ہے، اور اس میں بھی اس کے لئے خیر ہوتی ہے (مسلم)

یعنی مومن کا ہر عمل اچھا اور خیر والا ہوتا ہے، کیونکہ جب وہ اچھے حالات میں شکر ادا کرتا ہے، تو اس میں اس کے لیے خیر ہوتی ہے، اور اس عمل میں برکت ڈال دی جاتی ہے، اور جب کوئی مصیبت یا تکلیف دہ حالات ہوں، اور وہ ان پر صبر کرتا ہے، تو اس میں بھی اس کے لیے خیر ہوتی ہے، جس کا بدلہ بعض دفعہ دنیا میں اور آخرت میں تو اچھے اجر و انعام سے ملنا ہی ہے۔

اور اس طرح مومن کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی رضا اور خیر و برکت سے بھرپور ہوتا ہے۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418۔خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

# اچھی اور بُری مجلس کے اثرات

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِیْسِ السَّوْءِ، کَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْکِ وَکِیْرِ الْحَدَّادِ، لَا یَعْدَمُکَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْکِ إِمَّا تَشْتَرِیْہِ، أَوْ تَجِدُ رِیْحَہُ، وَکِیْرُ الْحَدَّادِ یُحْرِقُ بَدَنَکَ، أَوْ ثَوْبَکَ، أَوْ تَجِدُ مِنْہُ رِیْحًا خَبِیْثَةً (صحیح البخاری، رقم الحدیث 2101)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھے اور برے ساتھی کی مثال ایسی ہے، جیسے مشک والا اور لوہاروں کی بھٹی، پس مشک والے کے پاس سے تم بغیر فائدے کے واپس نہ ہوگے یا تو اسے خریدو گے یا اس کی خوشبو کو پاؤ گے اور لوہار کی بھٹی آپ کے بدن کو یا آپ کے کپڑے کو جلا دے گی، یا تم اس کی بدبو سونگھو گے (بخاری)

معلوم ہوا کہ نیک ساتھی اور نیک مجلس میں حاضر ہونے سے اس کے کچھ نہ کچھ اچھے اثرات انسان پر ضرور پڑتے ہیں، اسی طرح گناہ کی مجالس اور مواقع میں حاضر ہونے سے اس کے بھی کچھ نہ کچھ بُرے اثرات انسان پر ضرور پڑتے ہیں، اور گناہ کی مجالس اور مواقع میں بلا عذر شریک ہونا، اسے پسند کرنے کی علامت ہے، جو کہ گناہ ہے۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، پکن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

www.idaraghufran.org

# فتنوں سے کیسے بچا جائے؟

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردا گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے (قربِ قیامت سے متعلق) فتنے کا ذکر کیا، پھر فرمایا کہ جب لوگوں کے ساتھ عہد (ومعاہدوں) کی خلاف ورزی ہوگی، اور لوگوں کی امانتوں کو ہلکا سمجھا جائے گا (یعنی اُن کی ادائیگی کی اہمیت دِلوں میں نہ رہے گی) اور لوگ اس طرح (ایک دوسرے میں خلط ملط) ہو جائیں گے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُنگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کرلیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ ایسے وقت میں میں کیا طرزِ عمل اختیار کروں، اللہ مجھے آپ پر فدا کرے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھر کو لازم پکڑلو (یعنی اپنے گھر میں رہو) اور اپنی زبان کو اپنی ذات تک قابو میں رکھو، اور جو معروف (نیکی) دیکھو، اُسے اختیار کرو، اور جو منکر (بُرا کام) دیکھو، اُسے چھوڑ دو، اور اپنے اوپر اپنی ذات کے معاملات لازم رکھو، اور عام لوگوں کے معاملات کو اپنے سے چھوڑ دو (یعنی دوسروں کے معاملات میں نہ پڑو) (ابوداؤد، حدیث 4343)

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی بتائی ہوئی ان تدابیر پر عمل، فتنوں سے محفوظ رہنے کا موثر ذریعہ ہے۔

Idara Ghufran

## گناہ سے بچنے اور اس کو دیکھنے سے بھی پرہیز کرنے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : سَتَكُوْنُ فِتَنٌ كَرِيَاحِ الصَّيْفِ، اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِي، مَنِ اسْتَشْرَفَ لَهَا، اِسْتَشْرَفَتْهُ (صحيح ابن حبان)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب تیز ترین ہواؤں کی طرح فتنے رونما ہوں گے، جن میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، جو اُن فتنوں میں جھانکے گا، تو فتنہ اُس کو جھانک لے گا (یعنی اُس کو بھی کسی درجہ میں فتنہ پہنچ جائے گا) (ابنِ حبان، حدیث 5959)

معلوم ہوا کہ فتنوں کے دور میں دوسروں سے اُلجھنا اور ان کے معاملات میں پڑنا مناسب طریقہ نہیں، بلکہ ایسے حالات میں سلامتی و عافیت والا راستہ یہ ہے کہ خود گناہوں سے بچتے ہوئے، ان سے علیٰحدگی اختیار کر کے ان سے دور اور اپنے گھروں میں رہیں، اور فتنوں کو جھانکیں بھی نہیں، یعنی ان کو دیکھنے سے پرہیز کریں۔

بصورتِ دیگر فتنہ میں مبتلا ہونے یا اس کا کچھ نہ کچھ حصہ پہنچنے کا خدشہ رہے گا۔

Idara Ghufran

# جنت میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل کرنے والے اعمال

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

**أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ.**

ترجمہ: (اے لوگو!) تم سلام کو پھیلاؤ، اور کھانا کھلاؤ، اور صلہ رحمی کرو، اور لوگوں کے سونے کی حالت میں (یعنی رات کے وقت) نماز پڑھو، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے (مسند احمد، حدیث 23784)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَيُّ الإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ:تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ.**

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون سا اسلام سب سے بہتر ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کھانا کھلائیں، اور جان پہچان والے اور غیر جان پہچان والے کو سلام کریں (بخاری، حدیث 12)

یعنی غریبوں کو کھانا کھلانے، لوگوں اور رشتہ داروں کے صلہ رحمی کرنے، راتوں کو اٹھ عبادت کرنے، اور جان پہچان اور غیر جان پہچان والوں سب کو سلام کرنے والے لوگ، جنت میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہوں گے، اور صرف جان پہچان والوں کو سلام کرنا، قربِ قیامت کی علامات میں سے ہے۔

www.idaraghufran.org

**آپ کے دینی مسائل کا حل**   ادارہ

# نہار منہ پانی پینے سے متعلق احادیث کی تحقیق

**سوال:**

بعض لوگوں سے سنا ہے کہ احادیث میں نہار منہ پانی پینے کی ممانعت آئی ہے۔
آپ سے ان احادیث کی تحقیق کی درخواست ہے۔
امید ہے کہ مدلل جواب سے مستفید فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**جواب:**

کسی حدیث میں نہار منہ پانی پینے کی ممانعت یا نہار منہ پانی پینے کا حکم نہیں آیا، لہٰذا نہار منہ پانی پینے کو شرعاً سنت یا ثواب سمجھنا یا مکروہ وممنوع وغیرہ سمجھنا درست نہیں۔

البتہ بعض احادیث میں نہار منہ پانی پینے کو بدن میں کمزوری کا باعث قرار دیا گیا ہے، لیکن اولاً تو یہ احادیث سند کے اعتبار سے مضبوط ومعتبر نہیں ہیں، جس کی وجہ سے ان پر عقیدہ رکھنا درست نہیں ہے، دوسرے نہار منہ پانی پینے کی ممانعت بعض اطباء سے منقول ہے، جو کہ ایک طبی مسئلہ ہے، اس کو شرعی مسئلہ سمجھنا درست نہیں۔

ذیل میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمایئے۔

## حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث

امام طبرانی کی ’’المعجم الاوسط‘‘ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ جس نے نہار منہ پانی پیا، تو اس کی طاقت کم ہو جائے گی۔ [1]

---

[1] حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُنَيْسٍ الدِّمْيَاطِيُّ قَالَ :نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ الرُّعَيْنِيُّ قَالَ :نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مذکورہ حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے۔

چنانچہ مذکورہ حدیث کونقل کرنے کے بعد علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند میں محمد بن مخلد، رعینی راوی ضعیف ہیں۔ ۱

محمد بن مخلد کے بارے میں علامہ ذہبی نے ابنِ عدی وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ یہ باطل احادیث کو روایت کرتا ہے، اور یہ منکر الحدیث ہے، اوراس راوی کی سند سے مروی بعض روایات کذب اور جھوٹ پر مشتمل ہیں۔ ۲

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَنْ شَرِبَ الْمَاءَ عَلَى الرِّيقِ انْتَقَصَتْ قُوَّتُهُ.

لم يرو هذه الأحاديث عن زيد بن أسلم إلا ابنه عبد الرحمن، تفرد بها :أبو أسلم(المعجم الأوسط للطبرانى،رقم الحديث ٦٦٤٦)

۱ رواه الطبرانى فى الأوسط، وفيه محمد بن مخلد الرعينى، وهو ضعيف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨٢٩٢،باب شرب الماء على الريق)

۲ محمد بن مخلد، أبو أسلم الرعينى الحمصى.

عن مالك وغيره.

قال ابن عدى :حدث بالاباطيل، من ذلك :عن مالك، عن أبى حازم، عن سهل -مرفوعاً :دغهم يا عمر، فإن التراب ربيع الصبيان.

ومن ذلك :محمد بن مخلد، حدثنا إسماعيل بن عياش، عن ثعلبة بن مسلم، عن شعوذ بن عبد الرحمن، عن خالد بن معدان، عن عبادة بن الصامت، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :الصخرة صخرة بيت المقدس على نخلة، والنخلة على نهر من أنهار الجنة، تحت النخلة آسية امرأة فرعون، ومريم بنت عمران تنظمان سموط أهل الجنة إلى يوم القيامة.

رواه أبو بكر محمد بن أحمد الواسطى (الخطيب)فى فضائل بيت المقدس بإسناد مظلم إلى إبراهيم بن محمد عن محمد بن مخلد.

وهو كذب ظاهر(ميزان الاعتدال،للذهبى،ج٤،ص٣٢، تحت رقم الترجمة ٨١٥١)

محمد بن مخلد، أبو أسلم الرعينى الحمصى .(الوفاة 220 - 211 :ه)

عن :محمد بن الوليد الزبيدى، وأبى معيد حفص بن غيلان .ولعله آخر من حدث عنهما.

وعنه :محمد بن مصفى، وسعد بن محمد البيروتى، وأزهر بن زفر، وإبراهيم بن محمد بن يوسف الفريابى، وبكر بن سهل، وغيرهم، وله أيضا عن مالك، وإسماعيل بن عياش.

قال ابن عدى :هو منكر الحديث عن كل من يروى.

وقال البغوى :يحدث عن مالك وغيره بالبواطيل.

قال أبو حاتم :لم أر له حديثا منكرا(تاريخ الإسلام،للذهبى،ج٥،ص٤٥١، تحت رقم الترجمة ٣٨٣)

اور علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے دارقطنی سے محمد بن مخلد کے بارے میں متروک الحدیث ہونا نقل کیا ہے۔

اور بعض حضرات سے محمد بن مخلد کے بارے میں صالح ہونا بھی مروی ہے، لیکن اکثر محدثین نے ان پر سخت جرح کی ہے۔ [1]

علاوہ ازیں مذکورہ حدیث میں ایک دوسرے راوی "عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم" پر بھی محدثین نے جرح فرمائی ہے۔ [2]

---

[1] "محمد "بن مخلد أبو أسلم الرعيني الحمصي عن مالک وغيره قال ابن عدى :حدث بالأباطيل من ذلک عن مالک عن أبي حازم عن سهل رضى الله عنه مرفوعا دعهم يا عمر فإن التراب ربيع الصبيان ومن ذلک محمد بن مخلد حدثنا إسماعيل بن عياش عن ثعلبة بن مسلم عن مسعود بن عبد الرحمن عن خالد بن معدان عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الصخرة صخرة بيت المقدس على نخلة والنخلة على نهر من أنهار الجنة تحت النخلة آسية امرأة فرعون ومريم بنت عمران تنظمان سموطة أهل الجنة إلى يوم القيامة .

رواه أبو بكر محمد بن أحمد الواسطي الخطيب في فضائل بيت المقدس بإسناد مظلم إلى إبراهيم بن محمد عن محمد بن مخلد وهو كذب ظاهر انتهى ،وقال ابن عدى :منكر الحديث عن كل من روى عنه وقال الدارقطني في غرائب مالک محمد بن مخلد بن اسلم متروک الحديث.

قلت :ومضى له في ترجمة عبد الوهاب بن محمد الأشج ذكر قال ابن أبي حاتم سألت أبي عنه فقال :لم أر في حديثه منكرا وقال الخيلي يروى عن مالک أحاديث تفرد بها وهو صالح(لسان الميزان،لابن حجر العسقلانی،ج۵،ص۳۷۵، تحت رقم الترجمة ۱۲۱۸)

[2] -ت ق :عبد الرحمن بن زيد بن أسلم القرشي، العدوي، المدني، مولى عمر بن الخطاب، أخو عبد الله بن زيد بن أسلم، وأسامة بن زيد بن أسلم........قال عمرو بن على : لم أسمع عبد الرحمن بن مهدى يحدث عنه

وقال أبو طالب ، عن أحمد بن حنبل :ضعيف.

وقال أبو حاتم سألت أحمد بن حنبل، عن ولد زيد بن أسلم أيهم أحب إليک؟ قال :أسامة .قلت :ثم من؟ قال :عبد الله ثم ذكر عبد الرحمن، وضجع في عبد الرحمن.

وقال أبو الحسن الميمونى :سمعت أبا عبد الله يقول :عبد الله بن زيد بن أسلم، أثبت من عبد الرحمن .قلت :أثبت؟ قال :نعم، قلت :فعبد الرحمن؟ قال :كذا ليس مثله .وضعف أمره قليلا.

وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل : سمعت أبي يضعف عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، وقال :روى حديثا منكرا :أحلت لنا ميتتان ودمان.

وقال عباس الدورى ، عن يحيى بن معين :ليس حديثه بشيء.

وقال البخارى ، وأبو حاتم : ضعفه على بن المدينى جدا .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جس کے پیشِ نظر مذکورہ حدیث کا شدید ضعیف ہونا راجح معلوم ہوتا ہے،اوراگرصرف ضعیف ہونا تسلیم کیا جائے،تو بھی اس کوطبی حکم سمجھنا چاہیے،شرعی حکم نہیں سمجھنا چاہیے۔

## حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

امام طبرانی کی''المعجم الاوسط'' میں ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک لمبی حدیث مروی ہے،جس میں یہ مضمون مذکور ہے کہ جس نے نہار منہ پانی پیا،تواس کی طاقت کمزور ہوجائے گی۔ [1] مذکورہ حدیث کوابنِ عساکر نے بھی تاریخِ دمشق میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال أبو داود : أولاد زيد بن أسلم كلهم ضعيف، وأمثلهم عبد الله.

وقال النسائى : ضعيف.........وقال أبو زرعة : ضعيف.

وقال أبو حاتم : ليس بقوى فى الحديث، كان فى نفسه صالحا، وفى الحديث واهيا.وقال فى موضع آخر : هو أحب إلى من ابن أبى الرجال.

وقال أبو أحمد بن عدى : له أحاديث حسان .وهو ممن احتمله الناس، وصدقه بعضهم .وهو ممن يكتب حديثه(تهذيب الكمال فى أسماء الرجال،للمزى، ج۱۷،ص۱۱۹، تحت رقم الترجمة ۳۸۲۰)

"ت ق عبد الرحمن "بن زيد بن أسلم العدوى مولاهم المدنى..........قلت وقال ابن حبان كان يقلب الأخبار وهو لا يعلم حتى كثر ذلك فى روايته من رفع المراسيل وإسناد الموقوف فاستحق الترك وقال ابن سعد كان كثير الحديث ضعيفا جدا وقال ابن خزيمة ليس هو ممن يحتج أهل العلم بحديثه لسوء حفظه هو رجل صناعته العبادة والتقشف ليس من أحلاس الحديث وقال الساجى ثنا الربيع ثنا الشافعى قال قيل لعبد الرحمن بن زيد حدثك أبوك عن جدك أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال أن سفينة نوح طافت بالبيت وصلت خلف المقام ركعتين قال نعم قال الساجى وهو منكر الحديث وقال الطحاوى حديثه عند أهل العلم بالحديث فى النهاية من الضعف وقال الحربى غيره أوثق منه وقال الجوزجانى أولاد زيد ضعفاء وقال الحاكم وأبو نعيم روى عن أبيه أحاديث موضوعة وقال ابن الجوزى أجمعوا على ضعفه(تهذيب التهذيب،لا بن حجر العسقلانى، ج۶،ص۱۷۹، تحت رقم الترجمة ۳۶۱)

[1] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي غَسَّانَ، ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْأَوَّلِ الْمُعَلِّمُ، ثنا أَبُو أُمَيَّةَ الْأَيْلِيُّ، عَنْ زُفَرِ بْنِ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ كَثُرَ ضَحِكُهُ اسْتُخِفَّ بِحَقِّهِ، وَمَنْ كَثُرَتْ دُعَابَتُهُ ذَهَبَتْ جَلَالَتُهُ، وَمَنْ كَثُرَ مِزَاحُهُ ذَهَبَ وَقَارُهُ، وَمَنْ شَرِبَ الْمَاءَ عَلَى الرِّيقِ انْتَقَضَتْ قُوَّتُهُ، وَمَنْ كَثُرَ كَلَامُهُ كَثُرَ سَقَطُهُ، وَمَنْ كَثُرَ سَقَطُهُ كَثُرَتْ خَطَايَاهُ، وَمَنْ كَثُرَتْ خَطَايَاهُ كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ.

لا يروى هذا الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا بهذا الإسناد، تفرد به عبد الأول المعلم "(المعجم الأوسط للطبرانى، رقم الحديث ۶۵۵۷)

www.idaraghufran.org

جس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند اور متن غریب ہے۔ ۱؎

مذکورہ حدیث کی سند میں ایک راوی ''عبدالاول ابونعیم مصری'' موجود ہیں، جن کے بارے میں علامہ ذہبی نے فرمایا کہ یہ جھوٹی باتیں روایت کرتے ہیں۔ ۲؎

بعض دیگر اہلِ علم حضرات نے ان سے مروی بعض احادیث کو منکر اور غریب قرار دیا ہے۔ ۳؎

---

۱؎ طاهر بن محمد بن سلامة بن جعفر أبو الفضل بن القاضی أبی عبد الله القضاعی المصری حدث بأطرابلس وبیت المقدس سنة ثلاث وستین وأربعمائة وحدث عن أبی محمد بن النحاس والقاضی أبی مطر علی بن عبد الله بن الحسن بن أبی مطر الاسكندرانی روی عنه هبة الله بن عبد الوارث الشیرازی وأبو القاسم مكی بن عبد السلام بن الحسین أنبأنا أبو الحسن علی بن المسلم الفقیه ثنا أبو القاسم مكی بن عبد السلام بن الحسین بن القاسم بن محمد الرمیلی المقدسی لفظا بدمشق أنا القاضی أبو الفضل طاهر بن محمد بن سلامة بن جعفر بن علی القضاعی المصری قدم علینا رسولا إلی القسطنطینیة أنا القاضی أبو مطر علی بن عبد الله بن الحسن بن أبی مطر الاسكندرانی بمصر أنا أبو الحسین علی بن الغطاف بن محمد بن الغطاف المصری نا أبو غلابة محمد بن غسان الفارضی نا عبد الأول المعلم نا أبو أمیة الأیلی عن وصم بن واصل عن أبی سلمة عن أبی هریرة قال قال رسول الله (صلی الله علیه وسلم) من كثر ضحكه استخف بحقه ومن كثرت دعابته ذهبت جلالته ومن كثر مزاحه ذهب وقاره ومن شرب الماء علی الریق ذهب بنصف قوته ومن كثر كلامه كثر سقطه ومن كثر سقطه كثرت خطایاه ومن كثرت خطایاه كانت النار أولی به. غریب الإسناد والمتن(تاریخ دمشق،لابن عساكر ،ج۲۴،ص ۴۵۶، تحت رقم الترجمة ۲۹۵۷)

۲؎ عبد الأول بن عبد الله الْمصرِیّ الْمعلم أَبُو نعیم یروی عَن ابْن وهب بلایا هُوَ آفتها وَعنهُ مُحَمَّد بن عبد الله بن عرس(المغنی فی الضعفاء ،للذهبی،ج ۱ ،ص ۳۶۵، تحت رقم الترجمة ۳۴۵۳)

۳؎ عبد الأول بن موسی (وقیل :ابن عبد الله) بن إسماعیل المرادی، أبو نُعَیم المِصری، المؤدّب (المعلّم)روی عن :عبد الله بن وهب، وسفیان بن عیینة.

وروی عنه :محمد بن عبد الله بن عِرُس المصری. توفی سنة 250)هـ.(

قال الطبرانی فی المعجم الأوسط (رقم " :(4656حدثنا محمد ابن عبد الله بن عِرُس، قال :حدثنا أبو نعیم عبد الأول بن عبد الله المعلِّم، قال :حدثنا عبد الله بن وهب، قال :حدثنا ابنُ لهیعة، قال :حدثنی واهب بن عبد الله المَعَافِری، قال :سمعت عقبة بن عامر الجهنی یقول :رأیتُ رسول الله -صلی الله علیه وسلم -أخذ بید عَمِّه العباس، ثم قال " :یا عباس، إنه لا تكون نبوّة إلا كانت بعدها خلافة، وسیلی من ولدک فی آخر الزمان سبعة عشر؛ منهم السفاح، ومنهم المنصور، ومنهم المهدی، ولیس بمهدی، ومنهم الجموح، ومنهم العاقب، ومنهم الواهن من ولدک، وویلٌ لأمتی منه، كیف یعقرها ویُهلكها ویَذْهَبُ بأموالها هو وأتباعُه علی غیر دین الإسلام؟ !فإذا بویع لِصَبِیِّه، فعند الثامن عشر انقطاعُ دولتهم، وخروجُ أهل المغرب من بیوتهم."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

# حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث

علامہ ابنِ عدی نے اپنی کتاب ''الکامل فی ضعفاء الرجال'' میں ''عاصم بن سلیمان عبدی'' کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ نہار منہ پانی پینا (جسم سے) چربی کو ختم کر دیتا ہے۔

لیکن خود علامہ ابنِ عدی نے عاصم بن سلیمان عبدی کو حدیث گھڑنے والوں کی فہرست میں شمار کیا ہے، اور ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ ایسی احادیث روایت کرتے ہیں، جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں پائی جاتی۔

اسی کے ساتھ علامہ ابنِ عدی نے امام نسائی سے ''عاصم بن سلیمان عبدی'' کے بارے میں متروک الحدیث ہونا نقل کیا ہے، نیز علامہ ابنِ عدی نے فرمایا کہ عاصم بن سلیمان سے مروی عام احادیث

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الطبرانی عقبه" :لا یُروی هذا الحدیث عن عقبة بن عامر إلا بهذا الإسناد، تفرّد به ابنُ لهیعة."

قلت :هذا حدیثٌ شدید النکارة، شبه موضوع .ولولا أنه من حدیث ابن وهب عن ابن لهیعة مُصرِّحًا بالسماع، لقلنا إنه من تخلیطات ابن لهیعة .فلم یَبْقَ إلا عبد الأول هذا، وتلمیذه محمد بن عبد الله بن عِرس (ولم أجد ترجمة ابن عِرس هذا إلا عند ابن ماکولا فی الإکمال184 - 183 /6 :)؛ فأحدهما تُلْقَى علیه تبعة هذا الحدیث المنکر.

وله حدیث آخر غریب؛ قال الطبرانی فی المعجم الأوسط (رقم " :(6465حدثنا محمد بن عبد الله بن عِرس، قال :حدثنا أبو نعیم عبد الأول المُعَلِّم، قال :حدثنا عبد الله بن وهب، قال :حدثنی أسامة بن زید اللیثی، عن محمد بن المنکدر، عن جابر بن عبد الله، قال :قال رسول الله -صلى الله علیه وسلم " :-شَرُّ قَتیلٍ قُتِلَ بین صَفَّین :أحدُهما یطلبُ المُلْکَ."

قال الطبرانی عقبه " :لم یرو هذا الحدیث عن محمد بن المنکدر إلا أسامة بن زید، ولا عن أسامة إلا ابنُ وهب، تفرّد به عبد الأول المعلّم."

فیبدو أن عبد الأول هذا مکثرٌ من الغرائب، على قلّة شُهرته، وعدم معرفته بین أهل الحدیث بطلب العلم!!

ولذلک قال عنه الهیثمی فی المجمع " :(188 - 187 /5)لم أعرفه.

وانظر ترجمته فی :تاریخ الإسلام للذهبی 321))، والمقتنی فی سرد الکنى للذهبی (رقم .(6271)(ذیل لسان المیزان رواة ضعفاء أو تکلم فیهم، لم یذکروا فی کتب الضعفاء والمتکلم فیهم،لحاتم بن عارف بن ناصر الشریف العونی،ص١٠٨، تحت رقم الترجمة ١٢٠)

www.idaraghufran.org

سند یا متن کے اعتبار سے منکر ہیں، اور ان کی حدیث میں ضعف واضح ہے۔ [1]

اور علامہ ابنِ حبان نے عاصم بن سلیمان کی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ موضوع و منگھڑت احادیث کو روایت کرتے ہیں، جن کی حدیث کو تعجب کے طور پر ہی لکھنا حلال ہے۔ [2]

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ نہار منہ پانی پینے سے طاقت کم ہونے وغیرہ کی احادیث اسناد کے اعتبار سے ضعف بلکہ شدید ضعف سے خالی نہیں۔

اور اگر مذکورہ کسی حدیث کو بالفرض معتبر بھی مانا جائے، تب بھی اس کو ایک طبی درجہ میں رکھا جائے گا، اس کو شرعی حکم سمجھنا درست نہیں ہوگا، کیونکہ اس میں نہار منہ پانی پینے کو جسمانی و بدنی کمزوری ہونے

---

[1] عاصم بن سليمان العبدى بصرى يعرف بالكوزى قبيلة بالبصرة.
يعد فيمن يضع الحديث ويكنى أبا عمر من بنى كوز.
قال عمرو بن علي وعاصم بن سليمان الكوزى كان يضع الحديث ما رأيت مثله قط يحدث بأحايث ليس لها أصول سمعته يحدث عن هشام بن حسان عن محمد، عن أبى هريرة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم شرب الماء على الريق يفقد الشحم.
قال له أبو قتادة وكان ممن يطلب معناه الرجل يبزق فى الدواة ثم يكتب منها فقال، حدثنا سعيد بن أبى عروبة، عن قتادة، عن أبى سنان الأعرج، عن ابن عباس كان يبزق فى الدواة ثم يكتب منها قال له بن عباس كان أعمى، قال :كان لا يرى به بأسا.
وحدثنى عن نافع، عن ابن عمر أنه كرهه.
قال النسائى عاصم بن سليمان الكوزى متروك الحديث........ولعاصم هذا غير ما ذكرت من الحديث وعامة أحاديثه وما يروى مناكير إما متنا أو إسنادا والضعف بين على أخباره(الكامل فى ضعفاء الرجال،لا بن عدى،ج٦،ص٤١٣، تحت رقم الترجمة ١٣٨٦ )
عاصم بن سليمان أبو عمر العبدى.
يعرف ب "الكوزى"، من بنى كوز قبيلة بالبصرة.
قال الفلاس :كان يضع الحديث، ما رأيت مثله قط، يحدث بأحاديث ليس لها أصول، سمعته يحدث عن هشام بن حسان عن محمد عن أبى هريرة يرفعه " :شرب الماء على الريق يعقد الشحم." !
وقال النسائى :متروك الحديث.
وقال ابن عدى :يعد فيمن يضع الحديث، وعامة أحاديثه وما يرويه مناكير إما متنا وإما / إسنادا، والضعف بين على أخباره(مختصر الكامل فى الضعفاء ،المؤلف :أحمد بن على بن عبد القادر، أبو العباس الحسينى العبيدى، تقى الدين المقريزى،ص ٥٧١، تحت رقم الترجمة ١٣٨٦)

[2] عاصم بن سليمان الكوزى أبو محمد العبدى من أهل البصرة يروى عن هشام بن حسان وعاصم الأحول وداود بن أبى هند والبصريين روى عنه الحريثى والحسن بن عرفة وأهل العراق وهو صاحب حديث شرب الماء على الريق يعقد الشحم يرويه عن هشام بن حسان عن بن سيرين عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم ومن روى مثل هذا كان ممن يروى الموضوعات عن الأثبات لا يحل كتابة حديثه إلا على جهة التعجب(المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين،لمحمد بن حبان،ج٢،ص١٢٦، تحت رقم الترجمة ٧٢٠)

کا باعث ہونے پر اکتفاء کیا گیا ہے، ثواب یا گناہ وغیرہ قرار نہیں دیا گیا۔

لہٰذا مذکورہ احادیث پر عقیدہ رکھنا یا ان کو جرح کے بغیر روایت کرنا راجح معلوم نہیں ہوتا۔

## نہارمنہ پانی پینے سے متعلق اہلِ علم وماہرین کا قول

البتہ علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نہارمنہ پانی پینے کی کثرت وعادت سے بدن کمزور ہوجاتا ہے۔ [1]

اسی طرح ابنِ قتیبہ نے حکماء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نہار منہ پانی پینا عقل میں فتور پیدا کرتا ہے۔ [2]

اور ملا علی قاری وغیرہ نے ''مشکاۃ'' کی شرح ''مرقاۃ المفاتیح'' میں فرمایا کہ خاص طور پر اہلِ عرب نہارمنہ پانی پینے کو صحت کے لیے مُضِر اور نقصان دہ سمجھتے ہیں۔ [3]

بہشتی زیور میں ہے:

> سوتے اٹھ کر فوراً پانی نہ پیو، اور نہ یکلخت ہوا میں نکلو، اگر بہت ہی پیاس ہے، تو عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ناک پکڑ کر پانی پیو، اور ایک ایک گھونٹ کر کے پیو، اور پانی پی کر ذرا دیر تک ناک پکڑے رہو، سانس ناک سے مت لو۔
>
> اسی طرح گرمی میں چل کر فوراً پانی مت پیو، خاص کر جس کو لو لگی ہو، وہ اگر فوراً بہت سا پانی پی لے، تو اسی وقت مرجاتا ہے۔
>
> اسی طرح نہارمنہ نہ پینا چاہیے (بہشتی زیور، صفحہ ۵۸۶، حصہ نہم، ''پانی کا بیان'' مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی، تاریخ طبع: مارچ 2002ء)

---

[1] وقال الشافعي:أربعة تقوى البدن: أكل اللحم، وشم الطيب، وكثرة الغسل من غير جماع، ولبس الكتان.وأربعة توهن البدن: كثرة الجماع، وكثرة الهم، وكثرة شرب الماء على الريق، وكثرة أكل الحامض(زاد المعاد لابن القيم، ج۴ص ۳۷۵، القسم الثانى والثالث، فصل محاذير طبية لابن بختيشوع وبعض الوصايا لغيره)

[2] حدثنا ابن قتيبة؛ قال قالت الحكماء :ثلاثة أشياء تورث الهزال :شرب الماء على الريق، والنوم على غير وطاء ، وكثرة الكلام برفع الصوت(المجالسة وجواهر العلم،الجزء السابع عشر،المؤلف :أبو بكر أحمد بن مروان الدينورى المالكى، تحت رقم الترجمة ۲۳۴۹)

[3] أكثر الأمم لا سيما العرب يرون شرب الماء على الريق بالغا فى المضرة(مرقاة المفاتيح، ج۷ص ۲۷۰۶، كتاب الاطعمة)

www.idaraghufran.org

حکیم محمد سعید صاحب مرحوم اپنی مشہور تالیف ’’دیہاتی معالج‘‘ میں لکھتے ہیں:

نیند سے جاگنے کے بعد اور خالی پیٹ پانی پینا مناسب نہیں ہے، لیکن اگر پیاس بہت زیادہ لگی ہو تو اس کو بجھانے کے لئے تھوڑا پانی گھونٹ گھونٹ کر کے پی سکتے ہیں (دیہاتی معالج، حصہ اول، صفحہ ۵۰، حفظانِ صحت، اشاعت: دسمبر 2003ء، مطبوعہ: فضلی سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، کراچی)

معلوم ہوا کہ اطباء کے نزدیک بیدار ہوتے ہی یا نہار منہ پانی پینا بطورِ خاص اس کی عادت بنالینا مناسب اور صحت کے لیے مفید نہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ یہ طبی مسئلہ ہے، اس کو شرعی حکم نہیں سمجھنا چاہیے۔

آج کل بعض لوگوں کی طرف سے نہار منہ بہت سا پانی پینے کی بڑی خوبیاں اور فوائد بیان کیے جاتے ہیں، مگر اصل طبی اصولوں کے مطابق وہی بات ہے جو اوپر ذکر کی گئی، ہر نئی تحقیق کا اعتبار نہیں کیونکہ وہ آئے دن بدلتی رہتی ہے اور اگر کسی چیز سے نقدی کوئی فائدہ بھی حاصل ہو جائے، لیکن نتیجہ اور مآل کے اعتبار سے وہ نقصان دہ ہو، اس کو فائدہ سمجھنا بھی غلط ہے۔

## خلاصہ

خلاصہ یہ کہ شرعی اعتبار سے نہار منہ پانی پینا گناہ یا ثواب نہیں، البتہ بعض احادیث میں نہار منہ پانی پینے کو بدن کی کمزوری اور بعض احادیث میں جسم سے چربی کے ختم ہونے کا باعث قرار دیا گیا ہے، لیکن یہ احادیث سند کے اعتبار سے کمزور یا غیر معمولی کمزور معلوم ہوتی ہیں۔

اور بر سبیلِ تسلیم بھی ان احادیث میں طبی مسئلہ بیان کیا گیا ہے، نہ کہ شرعی مسئلہ۔

اور متعدد اطباء و ماہرین کے نزدیک نہار منہ پانی پینا صحت کے لیے مفید نہیں۔

فقط

وَاللہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان 27/ذوالحجہ/1438ھ 19/ستمبر/2017ء بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

Idara Ghufran

**کیا آپ جانتے ہیں؟**

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

# کھانے کے آداب (قسط2)

## کھانے سے پہلے اور بعد کے آداب

**(8)**...... کھانے سے پہلے اگر ممکن ہو تو ہاتھ دھو لینا مناسب اور ثواب کی بات ہے، اور حفظانِ صحت کے لئے بھی انتہائی مفید ہے، خاص طور پر جبکہ کوئی جنابت کی حالت میں ہو، یعنی اُس پر غسل واجب ہو، یا ہاتھوں پر میل کچیل لگا ہوا ہو، اس وقت کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

لیکن یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا شرعی اعتبار سے مستحب درجے کا عمل ہے، اور جن حضرات نے اس کو سنت کہا ہے، ان کی مراد بھی سنتِ مستحبہ ہے، لہٰذا اگر کوئی کھانے سے پہلے ہاتھ نہ دھوئے، تو اُس کی طرف شرعاً کوئی برائی منسوب نہیں کرنی چاہئے، اور خود بھی اس عمل کو فرض وواجب عمل کی طرح لازم نہیں سمجھنا چاہئے۔

اور اسی وجہ سے اگر کسی ایسی جگہ کھانا کھا رہے ہوں، جہاں ہاتھ دھونے کا مناسب انتظام نہ ہو یا آپ کے ہاتھ دھونے سے صاحبِ خانہ کو تکلیف وایذاء پہنچتی ہو، تو ہاتھ دھونے میں غلو اور اصرار کرنا یا دوسرے کی تکلیف کا باعث بننا بھی ٹھیک نہیں۔

البتہ اس میں شک نہیں کہ میلے کچیلے ہاتھوں سے کھانا صحت کے لئے نقصان دہ ہے، اور آج کل اس کی وجہ سے کئی قسم کی خطرناک بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں، کیونکہ میلے کچیلے ہاتھوں سے کئی طرح کے گندے جراثیم کھانے کے ساتھ پیٹ میں جاتے ہیں، اور طرح طرح سے بیماریوں کا باعث بنتے ہیں، اس لیے صفائی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

**(9)**...... کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر کپڑے سے صاف کرنا سنت نہیں، بعض اوقات کپڑے وغیرہ

www.idaraghufran.org

پر میل کچیل ہوتا ہے، جس سے ہاتھ صاف کرنے سے دوبارہ ہاتھوں پر میل کچیل لگ جاتا ہے، اور ہاتھ دھونے کے مقصود میں خلل آجاتا ہے، البتہ کسی کپڑے وغیرہ سے صاف کیے بغیر ویسے ہی کسی طرح (مثلاً جھاڑ کر یا آگ سے سینک کر) سکھالیں یا خود سوکھ جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

تاہم اگر کوئی کسی صاف کپڑے، تولیے وغیرہ سے ہاتھ خشک کرلے، تو اس میں گناہ بھی نہیں، خاص طور پر جبکہ کسی عذر (مثلاً سردی وغیرہ) کی وجہ سے ایسا کرے تو اس میں قطعاً گناہ نہیں، مگر ہاتھ یا منہ صاف کرنے کے لئے ہمیشہ صاف کپڑا اور تولیہ وغیرہ استعمال کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

**(10)**......کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کے ساتھ عام حالات میں کلی کرنے کی ضرورت نہیں۔

البتہ منہ کی صفائی کے لئے کوئی کلی کرنا چاہے، تو حرج بھی نہیں، بلکہ طبی اعتبار سے مفید اور بعض احادیث سے ثابت ہے، خاص طور پر جنابت (یعنی غسل واجب ہونے) کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے سے پہلے ہاتھ دھولینے کے ساتھ کلی کرلینا ثابت ہے۔

اور اس میں بہت سی حکمتیں ہیں، چنانچہ عام حالات میں سانس کے ساتھ مختلف طرح کے جراثیم اور کثافتیں منہ میں داخل ہوتی رہتی ہیں، اسی طرح کوئی چیز کھانے پینے کے بعد اس کے ذرات منہ میں رہ جاتے ہیں۔

اور اسی طرح صحبت وغیرہ کے بعد جنابت لاحق ہونے پر خاص اثر منہ میں ہوتا ہے، اور کھانے سے پہلے کلی کرنے کی صورت میں ان سب طرح کے جراثیم اور کثافتوں سے منہ صاف ہوجاتا ہے، اور صاف راستہ سے کھانے پینے کی چیز معدہ میں پہنچ کر بیماریوں سے حفاظت کا سبب بنتی ہے۔

اور اس کے برخلاف کرنے سے مختلف بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔

آج کل کی جدید میڈیکل کی تحقیق سے آئے دن اس طرح کی باتوں کا پتہ چلتا رہتا ہے، اور شریعت نے خود ہر موقع پر صفائی کی تعلیم دے کر ان چیزوں کا انتظام کردیا ہے۔

**(11)**......کھانے کے دوران یا کھانے سے فارغ ہوکر ہاتھوں کو روٹی اور دسترخوان سے صاف نہ کیجئے، اور اگر ہاتھ صاف کرنے کی ضرورت ہو، تو صافی یا ٹشو پیپر وغیرہ استعمال کیجئے۔

**(12)**......کھانے سے فارغ ہوکر انگلیاں چاٹ لیجئے، اس کے بعد ہاتھ دھولیجئے، یا ٹشو پیپر وغیرہ

Idara Ghufran

سے صاف کر لیجئے۔

کھانے سے فارغ ہوکر انگلیوں اور ہاتھوں کو صاف نہ کرنے سے کئی قسم کے مسائل پیش آتے ہیں، اور حفظانِ صحت کے اصولوں کی خلاف ورزی لازم آتی ہے، اسلام نے صفائی ستھرائی کی جو تعلیم دی ہے، کھانے کے بعد ہاتھ دھولینے اور صاف کر لینے میں اس پر بھی عمل ہوجاتا ہے۔

**(13)**...... کھانے سے فارغ ہوکر اور اُنگلیوں پر جو کھانا لگا ہو، اُسے چاٹ کر ہاتھ دھونا سنت ہے، اگر اس وقت ہاتھ دھوکر صاف کپڑے یا صاف تولیہ سے صاف کر لئے جائیں اور صابن وغیرہ سے ہاتھ دھولیے جائیں تو کوئی حرج نہیں، بلکہ صفائی کے زیادہ قریب ہے اور کلی کر لینا بھی بہتر ہے، بلکہ اگر کوئی مسواک کرے تو اور بھی بہتر ہے، تاکہ منہ کی اچھی طرح صفائی ونظافت ہوجائے۔

کھانا کھاتے وقت کچھ کھانے کا حصہ ہاتھوں پر لگا رہ جاتا ہے، جس کے بعد ان ہاتھوں کے مختلف چیزوں پر لگنے سے دوسری چیزیں گندی ہوسکتی ہیں، اور ان ہاتھوں پر مکھی، مچھر وغیرہ کے آنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے، نیز اسی حال میں سوجانے سے کسی مضر چیز کے کھانے کے اثرات پر آ کر نقصان پہنچانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

اور منہ ودانتوں میں بھی کھانے کے کچھ ذرات یا کھانے کا کچھ اثر باقی رہ جاتا ہے، جو بعد میں فاسد ہوکر بیماری پیدا ہونے یا دانتوں کی کمزوری یا دانتوں میں کیڑا لگنے یا منہ میں بو پیدا ہونے، اور اس کے بعد معدہ میں پہنچ کر اس کی کمزوری کا باعث بنتا ہے۔

اس لئے کھانے کے بعد ہاتھ دھولینے چاہئیں، اگر چکنائی لگی ہو تو صابن وغیرہ سے صاف کرنا بہتر ہے، اور اگر کلی اور اس کے ساتھ مسواک وغیرہ بھی کر لی جائے، تو بہت اچھا ہے۔

اُنگلیاں چاٹنے کے بعد دھوئے بغیر کپڑے یا ٹشو پیپر وغیرہ سے صاف کرنے میں گناہ نہیں، وہ الگ بات ہے کہ ہاتھ دھولینا زیادہ صفائی اور فضیلت کا باعث ہے۔

آج کل ہاتھ اور منہ کی صفائی کا اہتمام نہ ہونے کے باعث طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہورہی ہیں، مثلاً ہیپاٹائٹس وغیرہ۔

بعض لوگوں کے منہ میں مستقل زخم وغیرہ رہتا ہے، جو بعد میں کینسر کی شکل بھی اختیار کر لیتا ہے، اس

کا سبب بھی منہ کی صفائی نہ کرنا اور منشیات وتمبا کونوشی وغیرہ کا استعمال کرنا ہوتا ہے۔

منہ کو زخم سے بچانے کے لئے کھانے پینے سے فراغت کے بعد فوراً منہ اور دانتوں کی صفائی بہت ضروری ہے، منہ اور دانتوں کے درمیان بچے ہوئے کھانے کے ذرات منہ میں زخم پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں، اور جو زخم پہلے سے موجود ہوں، ان کی اصلاح ودرستگی میں رکاوٹ کا سبب بنتے ہیں۔

**(14)**......کھانے سے فراغت پر دانتوں کی درزوں میں پھنسے ہوئے روٹی کے ٹکڑے اور ساگ ترکاری کے ریشے احتیاط کے ساتھ کسی صاف تنکے سے خلال کر کے نکال لینا بہتر ہے، اور طبی اعتبار سے دانتوں کی حفاظت کے لئے مفید ہے، مگر یہ کام کرتے وقت دوسروں کے مزاج کا لحاظ رکھنا چاہئے اور ایسے انداز سے پرہیز کرنا چاہیے جس سے دوسروں کو کراہیت پیدا ہو، اس کے بعد کلی کر کے منہ اور دانتوں کو اچھی طرح صاف کر لینا مناسب ہے۔

**(15)**......اگر کھانے کے بعد منہ میں کھانے کے اجزاء ہوں اور کوئی کھانے سے فارغ ہونے پر کلی کا پانی اس نیت سے پی لے تا کہ وہ اجزاء ضائع نہ ہوں تو یہ فعل درست ہے، گناہ نہیں (جاری ہے......)

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی　محمد نذران عباسی

نیو
# عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی
موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

عبرت کدہ　حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط23　مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

# حضرت موسیٰ کا نبوت کے لیے انتخاب (حصہ اول)

قرآن مجید کی سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی (سورۃ طٰہٰ، رقم الآیۃ ۱۲)

یعنی ”میں تو تمہارا رب ہوں، پس تم اپنے جوتے اتار دو، کیونکہ تم تو ایک پاک وادی یعنی طویٰ میں ہو“

## ”میں تمہارا رب ہوں“

اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکارا گیا کہ:

”میں تمہارا رب ہوں“

یعنی یہاں پر آگ وغیرہ کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ یہ تو تمہارے رب کے نور کی تجلی ہے، جو آپ کو اس سرسبز درخت میں روشن آگ کی صورت میں دکھلائی جارہی ہے۔

اس جگہ دو عظیم الشان اور بنیادی حقیقتیں واضح ہوتی ہیں، ایک یہ کہ نبوت ورسالت کا شرف ایک خاص وہبی شرف ہوتا ہے، جس سے اللہ پاک محض اپنے فضل وکرم سے اپنے خاص بندوں کو نوازتا ہے، اور اس شرف کو حاصل کرنے میں بندے کے اپنی محنت وکسب اور عمل کا کوئی دخل نہیں ہوتا، یہاں تک کہ پیغمبر کو نبوت ملنے سے ایک لمحہ قبل تک بھی اُسے اس کی خبر تک نہیں ہوتی۔

جیسا کہ یہاں حضرت موسیٰ کس ارادہ وخیال سے کوہ طور پر جاتے ہیں اور وہاں آگے کیا صورت پیش آتی ہے اور کس طرح اللہ پاک آپ کو نبوت ورسالت کے اس عظیم الشان شرف ومقام سے

www.idaraghufran.org

نوازتے ہیں؟ جوکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والا سب سے بڑا شرف واعزاز ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی اسی طرح کی بات ذکر فرمائی ہے۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا (سورة الشوریٰ، رقم الآیة52)

”اور آپ اے پیغمبر! اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کسے کہتے ہیں؟ مگر ہم ہی نے اس کو ایک نور بنایا، جس کے ذریعے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں، ہدایت سے نوازتے ہیں“

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وحی آنے سے پہلے پیغمبر کو یہ تک پتہ نہیں ہوتا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور وحی کسے کہتے ہیں، اور ایمان کیا شئی ہوتی ہے؟

دراصل یہی چیز ہے جو کہ ایک نبی کی عظمت شان اور اس کے مرتبہ ومقام کو دوسروں سے جدا اور ممتاز کرتی ہے کہ دوسرے عام لوگ تو بڑی لمبی چوڑی محنتوں مشقتوں کے بعد اور خاص منصوبوں کے تحت علم وہنر کی کوئی دولت حاصل کرتے ہیں اور کسی مرتبہ ومقام پر پہنچتے ہیں لیکن نبی ورسول کے یہاں نبوت ورسالت سے سرفرازی کیلئے کسی محنت ومشقت اور منصوبہ بندی کا ہونا تو درکنار وہاں اس طرح کا کوئی تصور وخیال تک بھی نہیں ہوتا۔

اور اگر غور کیا جائے تو اسی چیز میں ان کی حقانیت کا ثبوت اور ان کی نبوت کا اعجاز پوشیدہ ہوتا ہے۔

مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی کا اگر جائزہ لیں، جن کے بارے میں مذکورہ بالا آیت میں یہ تصریح فرمائی گئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے پہلے یہ تک معلوم نہیں تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کسے کہتے ہیں؟ لیکن نبوت سے سرفراز ہوتے ہی تئیس (23) سال کی مختصر اور قلیل مدت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو علوم ومعارف کے ان خزانوں سے مشرف وسرفراز فرما دیا کہ دنیا ان سے آج تک مسلسل ولگاتار فیضیاب ہو رہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔

Idara Ghufran

اور دوسری عظیم الشان حقیقت سورہ طٰہٰ کی اس آیت سے یہ معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی رحمتوں اور عنایتوں سے وہاں سے نوازتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا، اور اس قدر نوازتا ہے جتنا کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا، اور وہ ہر کسی کو اس کے ظرف کے مطابق نوازتا ہے۔ پس مومن کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے دل کا تعلق اس وہابِ مطلق سے ہمیشہ صحیح رکھے۔

یہاں بھی حضرت موسیٰ تو کوہ طور پر آگ لینے جاتے ہیں اور وہاں نبوت ورسالت سے سرفرازی کا شرف مل جاتا ہے، اسی لیے کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال کہ آگ لینے کو جائیں اور پیغمبری مل جائے

## ''اپنے جوتے اتار دو''

اس آیت میں دوسرا حکم حضرت موسیٰ کو یہ دیا گیا کہ: ''اپنے جوتے اتار دو''

اللہ کی عظمت اور ادب واحترام کا تقاضا یہی ہے کہ ایسے پاکیزہ اور مقدس مقام پر ننگے پاؤں حاضری دی جائے، کیونکہ یہ ہدایت اور ادب مقام کے تقاضے کی بناء پر تھا کہ شاہی آداب کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ انسان وہاں ادب وتواضع کے ساتھ جائے۔

بہرکیف اس موقعہ پر حضرت موسیٰ کو جو سب سے پہلی ہدایت فرمائی گئی وہ یہی تھی کہ اپنے جوتے اتار دیں کہ آپ طویٰ کی اس مقدس وادی میں موجود ہیں، طویٰ کی اس وادی کو چونکہ یہ شرف حاصل ہوا تھا کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تجلی ڈالی، اور حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا اور وہ بھی فرشتے کے واسطے کے بغیر، اس لیے اس وادی کو مقدس قرار دیا گیا۔

بعض حضرات کے نزدیک یہ اس وجہ سے تھا کہ ان کے جوتے مردار کی (غیر دباغت شدہ) کھال کے بنے ہوئے تھے جیسا کہ بعض روایات میں ہے۔

اور بعض حضرات نے جوتا اتارنے کی مصلحت یہ بتلائی ہے کہ آپ کے قدم اس مبارک وادی کی مٹی سے لگ کر اس کی برکت حاصل کریں۔

اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم خشوع اور تواضع کی صورت بنانے کے لیے ہوا جیسا کہ سلف صالحین

www.idaraghufran.org

طواف بیت اللہ کے وقت ایسا کرتے تھے۔ ۱؎

## ”آپ وادی مقدس یعنی طویٰ میں ہیں“

”طویٰ“ لپیٹنے اور طے کرنے کے معنیٰ میں آتا ہے، حضرت موسیٰ نے چونکہ وہ راستہ طے فرمایا تھا، اس وجہ سے اس وادی کو طوی کہا گیا، اور پہلے سے بھی یہ وادی مقدس تھی، اب اور زیادہ مقدس ہوگئی۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے بقول ”طویٰ“ اس وادی کا نام تھا (طبری) ۲؎ (جاری ہے……)

۱؎ فقيل: أمر بطرح النعلين، لأنها نجسة إذ هي من جلد غير مذكى، قاله كعب وعكرمة وقتادة. وقيل: أمر بذلك لينال بركة الوادى المقدس، وتمس قدماه تربة الوادى، قاله على بن أبى طالب رضى الله عنه والحسن وابن جريج. وقيل: أمر بخلع النعلين للخشوع والتواضع عند مناجاة الله تعالى. وكذلك فعل السلف حين طافوا بالبيت. وقيل: إعظاما لذلك الموضع كما أن الحرم لا يدخل بنعلين إعظاما له. قال سعيد بن جبير: قيل له طإ الأرض حافيا كما تدخل الكعبة حافيا. والعرف عند الملوك أن تخلع النعال ويبلغ الإنسان إلى غاية التواضع، فكأن موسى عليه السلام أمر بذلك على هذا الوجه، ولا تبالى كانت نعلاه من ميتة أو غيرها(تفسير القرطبى، ج ۱۱ ص ۱۷۳، سورة طٰه)

ان السبب فيه ما روى عن ابن مسعود مرفوعا فى قوله فاخلع نعليك قال كانتا من جلد حمار ميت. ويروى غير مدبوغ وإنما أمر بخلعها صيانة للوادى المقدس، وقيل أمر بخلعهما ليباشر بقدميه تراب الأرض المقدسة لتناله بركتها فإنها قدست مرتين فخلعها موسى فألقاهما من وراء الوادى(تفسير الخازن، ج۳ص ۲۰۲،سورة طٰه)

۲؎ قوله تعالى: (إنك بالواد المقدس طوى)المقدس: المطهر. والقدس: الطهارة، والأرض المقدسة أى المطهرة، سميت بذلك لأن الله تعالى أخرج منها الكافرين وعمرها بالمؤمنين. وقد جعل الله تعالى لبعض الأماكن زيادة فضل على بعض، كما قد جعل لبعض الأزمان زيادة فضل على بعض، ولبعض الحيوان كذلك. ولله أن يفضل ما شاء. وعلى هذا فلا اعتبار بكونه مقدسا بإخراج الكافرين وإسكان المؤمنين، فقد شاركه فى ذلك غيره. و (طوى) اسم الوادى عن ابن عباس ومجاهد وغيرهما. وقال الضحاك: هو واد عميق مستدير مثل الطوى. وقرأ عكرمة: "طوى". الباقون "طوى". قال الجوهرى: "طوى" اسم موضع بالشام، تكسر طاؤه وتضم، ويصرف ولا يصرف، فمن صرفه جعله اسم واد ومكان وجعله نكرة، ومن لم يصرفه جعله بلدة وبقعة وجعله معرفة. وقال بعضهم: "طوى" مثل "طوى" وهو الشىء المثنى، وقالوا فى قوله: "المقدس طوى" :"طوى مرتين أى قدس. وقال الحسن: ثنيت فيه البركة والتقديس مرتين. وذكر المهدوى عن ابن عباس رضى الله عنهما: أنه قيل له: "طوى "لأن موسى طواه بالليل إذ مر به فارتفع إلى أعلى الوادى، فهو مصدر عمل فيه ما ليس من لفظه، فكأنه قال: (إنك بالواد المقدس) الذى طويته طوى، أى تجاوزته فطويته بسيرك. الحسن: معناه أنه قدس مرتين، فهو مصدر من طويته طوى أيضا(تفسير القرطبى، ج ۱۱ ص ۱۷۵، سورة طٰه)

إنك بالواد المقدس أى المطهر طوى اسم للوادى الذى حصل فيه وقيل طوى واد مستدير عميق مثل المطوى فى استدارته (تفسير الخازن، ج۳ص ۲۰۲،سورة طٰه)

طب و صحت

حکیم مفتی محمد ناصر

# انگور (دوسری و آخری قسط)

## فوائد وخواص

انگور ایک قابلِ اعتماد غذائی دوا ہے، اسے اعضائے رئیسہ یعنی دل کی تحریک، دماغ کی تقویت، جگر کی حرارت اور ان کے علاوہ گُردوں کی طاقت کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، اس کے استعمال سے دل میں انتہائی تحریک، اعصاب میں تقویت، اور غدد میں حرارت پیدا ہوتی ہے، اس طرح انگور دل، جگر، دماغ اور گردوں سے متعلقہ امراض میں بھی فائدہ مند ہے۔

## جسمانی کمزوری کے لئے

لاغری اور کمزوری میں اس کا استعمال مفید ہے، اس سے جسم فربہ ہوتا ہے، جسمانی طور پر کمزور لوگ ایک پاؤ شیریں انگور صبح وشام کھانے اور رات کو سوتے وقت دودھ میں ایک چمچہ شہد ملا کر پینے سے صحت مند ہوں گے۔

مردانہ کمزوری کو دور کرنے کے لئے ایک ہفتہ تک ہر روز ایک گھنٹہ کے ساٹھ منٹوں میں ایک دانہ انگور فی منٹ روز کھانے سے کومفید مانا گیا ہے۔

## دماغی امراض کے لئے

مرگی کے مریض کو انگور کا رس پانچ تولہ متواتر تین ماہ تک دن میں تین بار پلانا مرگی کے خاتمہ میں مؤثر مانا گیا ہے۔

گرمی کے سر درد یا پھر آنکھ جو سرخ ہو کر درد کرنے لگے، اس کے لئے انگور کے پتے پیس کر پیشانی پر لیپ کرنے سے افاقہ ہوتا ہے۔

www.idaraghufran.org

دردِ شقیقہ (یعنی آدھے سَر کا درد) کے مرض میں بھی انگور کھانا مفید ہے، اس سے سر کے درد میں راحت حاصل ہوتی ہے، اور درد کی حالت میں انگور کا رَس پینے سے جلد افاقہ ہوتا ہے۔

## خون کی کمی کے لئے

انگور نہ صرف خون کو صاف کرتا ہے، بلکہ اچھا خون پیدا بھی کرتا ہے، اور اور خون کی کمی دُور کرنے کے لئے بہت مؤثر مانا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کافی مقدار میں آئرن پایا جاتا ہے، جن لوگوں کو خون کی کمی یا انیمیا ہے، انہیں باقاعدگی سے انگور کھانا چاہئے یا انگور کا رس پینا چاہئے، خون کی کمی کو دور کرنے کے لئے ایک گلاس انگور کے رس میں 2 چمچ شہد ملا کر پینے سے خون کی کمی کے مرض کو افاقہ ہوتا ہے۔

## سینے کے امراض کے لئے

سینے کے امراض میں بھی انگور کی افادیت تسلیم کی گئی ہے، چنانچہ پھیپھڑوں سے بلغم کے اخراج کے لئے انگور بہترین دوا ہے۔

کھانسی کو ختم کرنے کے لئے انگور کے رس میں شہد ملا کر چٹانا مفید ہوتا ہے۔

سخت زکام اور پرانے بخار میں انگور کا استعمال مفید قرار دیا گیا ہے۔

## معدہ کے لئے

جن لوگوں کا معدہ اکثر خراب رہتا ہے ان کے لئے پختہ انگور کا استعمال بے حد مفید ہے، مسلسل استعمال سے دائمی قبض کا خاتمہ یقینی ہے۔

گیس یا بوجھل معدہ والے حضرات انگور کا ناشتہ کرنے سے اس مرض سے نجات حاصل کر سکتے ہیں، البتہ پختہ انگور زیادہ کھانے سے اسہال آنے لگتے ہیں، جبکہ کچا انگور قابض ہوتا ہے اور اسہال کے مرض میں مفید ہوتا ہے، انگور آنتوں کے امراض میں بھی مفید مانا گیا ہے۔

تین سال کے بچوں کی قبض دور کرنے کے لئے ایک چھوٹا چمچہ چائے والا پختہ انگور کا رس پلانا

مفید ہوتا ہے۔

## گردہ اور مثانہ

گردے اور مثانے کی جملہ بیماریوں کو دور رکھنے کے لئے ایک پاؤ انگور روزانہ کھانا مفید مانا گیا ہے، چنانچہ قطرہ قطرہ پیشاب آنے کی صورت میں ایک پاؤ انگور روزانہ کھانا مفید ہے، اسی طرح ضعفِ گردہ میں انگور کا استعمال بے حد مفید ہے۔

گردے کی پتھری کے لئے دو تولے انگور کے پتے رگڑ کر دن میں دو بار پلانے سے پتھری ریزہ ریزہ ہو کر نکل جاتی ہے، ایسے مریض کو سادہ پانی بھی وافر مقدار میں پیتے رہنا چاہیے، البتہ انگور کھانے یا اس کا جوس پینے کے فوراً بعد پانی پینا نقصان دہ ہے، البتہ انگور کا بکثرت استعمال گردہ کی چربی بڑھاتا ہے۔

## بچوں کے لئے

ایک چمچہ صبح وشام انگور کا رس پلانے سے جن بچوں کے منہ اور حلق میں چھالے پڑے ہوں، انہیں فائدہ ہوتا ہے۔

جو بچے دانت نکال رہے ہوں اگر انہیں ایک چمچہ انگور کا رس روزانہ پلایا جائے تو دانت بالکل آسانی سے نکلتے ہیں اور سیدھے بھی رہتے ہیں۔

جن چھوٹے بچوں کو سوکھے پن کی بیماری ہوتی ہے ان کو ایک چھٹانک انگور کا رس روزانہ پلانا مفید ہوتا ہے۔

## خواتین کے مخصوص امراض کے لئے

عورتوں کے زمانہ حمل میں انگور کا رس پینے سے حاملہ عورت غشی، چکر، اپھارہ اور درد وغیرہ سے محفوظ رہتی ہے اور بچہ بھی صحت مند اور توانا پیدا ہوتا ہے۔

لیکوریا کی صورت میں خواتین کو چاہیے کہ وہ انگور کے رس میں ایک چمچہ شہد ملا کر پئیں تو یقیناً مرض

دور ہو جائے گا۔ یہ خوراک دس دن کی ہے۔

بندش حیض میں انگور کے جوس میں ایک چمچہ شہد اور دو عدد پسے ہوئے چھوہارے ملا کر استعمال کرنا بے حد مفید ہوتا ہے۔

## انگور کا سرکہ

انگور سے سرکہ بھی تیار کیا جاتا ہے، جو تمام سرکوں سے بہتر شمار ہوتا ہے، اس کے اثرات خام انگور کے مطابق ہیں، یعنی عضلاتی اعصابی۔

احادیث میں بھی سرکہ کی تعریف آئی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سرکہ بہترین سالن ہے (مسلم، حدیث نمبر ۲۰۵۲ ''۱۶۶''، کتاب الاشربۃ، باب فضیلۃ الخل والتأدم بہ)

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سرکہ بہت اچھا سالن ہے، ایسا گھر (والا) فاقہ کا شکار نہیں ہوگا، جس میں سرکہ ہو (مسند احمد، حدیث نمبر ۱۴۸۰۷)

طبی اعتبار سے سرکہ کو غذا کے ساتھ استعمال کرنا دل اور جگر کی تقویت اور سکون کے لئے مفید ہے۔

سرکہ میں غذائیت نہیں ہوتی، صرف دوائیت ہوتی ہے، صفراء کو تسکین دیتا ہے، بلغم کو قطع کرتا ہے، گرمی، دھوپ یا صفراء کی وجہ سے ہونے والے سر درد اور بخار میں مریض کو راحت پہنچاتا ہے، ہاضمے کو بہتر کرتا ہے، البتہ سرد مزاج والوں کے لئے نفع بخش نہیں ہے۔

## انگور کی شراب

زمانۂ قدیم سے انگور، کشمش، کھجور، جَو، مکئی وغیرہ سے شراب بھی بنائی جاتی ہے، ان میں انگور اور کھجور سے تیار کردہ شراب انتہائی تیز شمار ہوتی ہے، مگر یاد رہے کہ اسلام میں شراب حرام ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خمر (وشراب) ان دو درختوں سے (تیار کی جاتی) ہے، کھجور اور انگور سے (مسلم، حدیث نمبر ۱۹۸۵ ''۱۳'')

اور ایک دوسری حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خمر (وشراب جس وقت)

www.idaraghufran.org

حرام کی گئی، اس وقت خمر (وشراب) کچی اور پکی کھجوروں سے (تیار) ہوتی تھی (بخاری، حدیث نمبر۵۵۸۴)

انگور کے کچے پانی یعنی شیرہ میں اگر گاڑھا پن اور جوش واُبال (Boil) پیدا ہوجائے، اور وہ جھاگ پھینکنے کے قابل ہوجائے، تو وہ شراب بن جاتی ہے، جو قطعی طور پر حرام ہے، خواہ تھوڑی مقدار میں پی جائے، یا زیادہ مقدار میں، اور یہ نجاستِ غلیظہ میں داخل ہے۔

خصوصیت کے ساتھ انگور کی شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے، کیونکہ شراب کے مسلسل استعمال سے خون میں کیمیاوی طور پر ایک ایسا زہر پیدا ہوجاتا ہے، جس سے گوشت میں خمیر پیدا ہوتا ہے، اور وہ پھول جاتا ہے، ایسی صورت میں شراب کے استعمال سے جسم میں گرمی پیدا ہونا ختم ہوجاتی ہے، دل کی حرکت بالکل کمزور ہوجاتی ہے، اور رفتہ رفتہ انسان مَر جاتا ہے، لہٰذا شراب کے استعمال سے گریز کرنے میں ہی دین اور صحت کی حفاظت ہے۔

Awami Poultry

پروپرائیٹر: پرویز اعوان

Hole sale center

عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر

ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں

تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر

نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے

مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

Idara Ghufran

**اخبارِ ادارہ**　　　　　　　　　　**مفتی محمد امجد حسین**

# ادارہ کے شب و روز

□......2/9/16/23/ ذی الحجہ، جمعہ، متعلقہ مساجد میں وعظ و مسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

□......27/ ذوالقعدۃ/4/25/ ذوالحجہ، بروز اتوار، ہفتہ وار اصلاحی مجلسیں حسبِ معمول منعقد ہوئیں۔

□......10/ ذی الحجہ، بروز ہفتہ تا23/ ذی الحجہ، بروزہ جمعہ، بمطابق 2/ستمبرتا15/ستمبر2017ء، ادارہ کے تعلیمی شعبوں میں عیدالاضحیٰ کی تعطیلات رہیں۔

□......10/ ذی الحجہ، بمطابق 2/ستمبر/2017ء، بروز ہفتہ، مسجدِ غفران میں عیدالاضحیٰ کی نماز صبح شروع وقت میں 6 بجے مفتی محمد رضوان صاحب نے پڑھائی، مسجد بلال (صادق آباد) میں ساڑھے چھ بجے مفتی محمد یونس صاحب نے اور مسجد نسیم میں سوا چھ بجے، مولانا حکیم محمد ناصر صاحب نے پڑھائی۔

□......ادارہ میں عیدالاضحیٰ کی نماز کے فوراً بعد اجتماعی قربانیوں کے ذبیحے کا عمل شروع ہوا، جو پہلے دن عشاء تک اور دوسرے دن عصر 4 بجے تک مسلسل جاری رہا، مجموعی طور پر 151 بڑے جانور ذبح ہوئے، اس سال چار قسم کے حصے درجِ ذیل نرخوں کے تھے:

ادنیٰ حصہ:(اول)7000　ادنیٰ حصہ:(دوم)8500　متوسط حصہ:11000　بڑا حصہ:13000

افرادِ عملہ اجتماعی قربانیوں کی خدمات سے فراغت پر دوسرے دن شام کو اور کچھ تیسرے دن رخصت پر گئے۔
مولانا عبدالسلام صاحب، تعطیلات میں ادارہ میں ہی رہے، اور فرائضِ مفوضہ سرانجام دیتے رہے، مولانا محمد ریحان صاحب، حافظ محمد عفان صاحب بھی معاونت کرتے رہے۔

□......12/ ذی الحجہ، سوموار، بوقتِ ظہر، قاری حکیم محمد اقبال صاحب زیدفضلہٗ دارالافتاء تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے طبی امور و مسائل پر مفصل علمی مذاکرے کی نشست ہوئی، آپ کو ادارہ کے احباب کے لیے لیکچرز کی دعوت دی گئی، جو آپ نے قبول فرمائی۔

□......13/ ذی الحجہ بروز منگل، حضرت مدیر صاحب نے جناب قیصر خان صاحب کے بیٹے کا نکاح پڑھایا۔

□......22/ ذی الحجہ بروز جمعرات، بعد مغرب مولانا ہدایت الرحمٰن قاسمی صاحب (جامعہ حدیقۃ العلوم، باجا، ضلع صوابی) دارالافتاء تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کی۔

□......23/ ذی الحجہ بروز جمعہ حضرت مدیر صاحب ملک امانت صاحب کے یہاں عشائیہ میں شریک ہوئے۔

Idara Ghufran

□......24/ ذی الحجہ، ہفتہ، ادارہ کے تمام شعبوں میں تعطیلات کے اختتام پر معمولات کا آغاز ہوا۔

□......24/ ذی الحجہ بروز ہفتہ مولانا محمد ناصر صاحب نے وفاق المدارس کے ایک اجلاس میں دارالعلوم فاروقیہ دھمیال کیمپ شرکت کی۔

□......24/ ذی الحجہ بروز ہفتہ، حضرت مدیر صاحب اور ادارہ کے کچھ ارکان، ادارہ کے لیے وسیع جگہ کی فراہمی کے لیے چک بیلی خان اور اس کے نواح میں معائنہ کے لیے تشریف لے گئے، جہاں قاری محمد ہارون صاحب کی رہنمائی میں مختلف رقبات کا معائنہ فرمایا۔

□......26/ ذی الحجہ، سوموار، بعد ظہر، ادارہ میں حکیم قاری محمد اقبال صاحب کا طب کے موضوع پر لیکچر ہوا، اور سوال و جواب کا سلسلہ ہوا۔

□......3/ ذی الحجہ (26/ اگست) بروز ہفتہ تعمیرِ پاکستان سکول میں یومِ پاکستان کے حوالہ سے ایک تقریب منعقد کی گئی، جس میں طلبہ نے ملی نظمیں پیش کیں، اور تقریری مقابلوں میں حصہ لیا، تقریب کے اختتام میں مولانا محمد ریحان صاحب نے طلبہ کے سامنے قیامِ پاکستان کے حوالے سے بیان کیا۔

□......23/ ذی الحجہ بروز جمعہ تعمیرِ پاکستان سکول میں طلبہ میں اُردو تحریر کے مطالعہ کا مقابلہ ہوا، جس کا مقصد طلبہ میں اردو تحریر کے پڑھنے میں روانی اور الفاظ کی صحیح ادائیگی نیز طلبہ میں خوداعتمادی کا پیدا کرانا ہے، مقابلہ میں کامیاب ہونے والے طلبہ کو میڈلز دیئے گئے۔

---

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 90 ''اخبارِ عالم''﴾

☎ نئی افغان پالیسی کے اعلان کے بعد کرم ایجنسی میں پہلا امریکی ڈرون حملہ، 3 افراد مارے گئے

✍ 17/ ستمبر: پاکستان: پاکستان کا ڈرون حملے پر سفارتی جواب، امریکیوں کے لیے پروٹوکول قوانین سخت، بغیر اطلاع ڈرون حملے پر پاک امریکا تعلقات مزید کشیدہ، آیندہ جس عہدے کا امریکی افسر دورے پر آئے گا، صرف اس کا ہم منصب افسر ہی اس سے ملاقات کرے گا، ترکی، سعودی عرب اور چین کے لیے قواعد میں نرمی

✍ 18/ ستمبر: پاکستان: این اے 120 لاہور، کلثوم نواز (ن لیگ) نے میدان مار لیا، پی ٹی آئی کی یاسمین راشد دوسرے نمبر پر، ملی مسلم لیگ تیسرے نمبر، جبکہ پیپلز پارٹی صرف 2520 ووٹ ہی لے سکی، کلثوم نواز نے 61 ہزار 7 سو 45 ووٹ لیے، پی ٹی آئی کی یاسمین راشد 47 ہزار 99 ووٹ لے کر دوسرے نمبر پر، سرکاری نتائج جاری

✍ 19/ ستمبر: چین: شنگھائی تعاون تنظیم کا دہشتگردی کے خلاف تعاون مضبوط کرنے پر اتفاق ✍ 20/ ستمبر: پاکستان: حکومت کا قبائلی رواج بل 2017 واپس لینے کا فیصلہ، مختلف جماعتوں کے تحفظات پر اقدام، 5 سال سے پہلے خیبر پختونخوا میں انضمام کیا جائے گا۔

www.idaraghufran.org

## اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

### دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/اگست/2017ء/28/ذیقعدہ/1438ھ: پاکستان: کنری، اسلامی تعلیمات سے متاثر ہندو خاندان کے 18افراد کا قبولِ اسلام 22/اگست: پاکستان: پاکستان اور ترکمانستان گیس منصوبے کی جلد تکمیل پر متفق، تعلیم، سائنس و ٹیکنالوجی ، زراعت، میڈیا، اور کلچر کے شعبوں میں تعاون پر زور 23/اگست: امریکہ: امریکی صدر کا قوم سے بحیثیت کمانڈر انچیف پہلا خطاب، پاکستان، افغانستان اور جنوبی ایشیاء کے لیے نئی پالیسی کا اعلان ☎ پاکستان کا نئی افغان پالیسی کا بھرپور جواب دینے کا فیصلہ، امریکی الزامات مسترد، قومی سلامتی کمیٹی کا خصوصی اجلاس طلب، اجلاس کا دہشت گردی کے خلاف پاکستان کی قربانیوں کا اعتراف نہ کرنے پر سخت اظہارِ افسوس 24/اگست: سعودی عرب: مکہ مکرمہ میں جعلی آبِ زمزم کی فیکٹری پکڑی گئی، ایشیائی شخص گرفتار، 2264 کارٹن ضبط، 7225 کارگو کے ذریعہ بھیجے جانے تھے 25/اگست: پاکستان: روس پاکستان کی حمایت میں سامنے آ گیا، چین کا امریکا کو دوبارہ انتباہ، پاکستان اہم ترین ملک ہے، دباؤ ڈالنا نقصان دہ ہے، روسی سفیر ☎ امریکا کو پاکستان کے سیکورٹی خدشات اور سالمیت کا احترام کرنا ہوگا، اعلیٰ چینی عہدیدار کا امریکی وزیرِ خارجہ کو ٹیلی فون ☎ وزیرِ خارجہ کا دورۂ امریکہ ملتوی، حکومت نے دوست ممالک سے موثر رابطوں کا ٹاسک دے دیا 26/اگست: پاکستان: سینیٹ نے قرآن پاک کی لازمی تعلیم کا بل متفقہ منظور کرلیا، بل ایوان میں پیش ہوتے ہی چیئرمین سینیٹ نے متفقہ منظوری کی نوید سنائی 27/اگست: پاکستان: غیر قانونی اثاثہ جات ریفرنس، احتساب عدالت نے زرداری کو بری کردیا، پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین کے خلاف ریفرنس 2001 میں مشرف دور میں احتساب عدالت میں دائر کیا گیا تھا، احتساب عدالت کے جج نے بریت کی درخواست منظور کرلی، نیب کے ریفرنس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں، ریمارکس 28/اگست: پاکستان: پاکستانی حکام کا ملاقات سے انکار، امریکی نائب وزیرِ خارجہ کا دورہ ملتوی 29/اگست: پاکستان: 1لاکھ 79ہزار 6پاکستانی عازمین حج سعودی عرب پہنچ گئے، سرکاری اسکیم کے تحت 1لاکھ 7ہزار 3سو 37، نجی اسکیم کے تحت 71ہزار 6سو 69عازمین پہنچے 30/اگست: سعودی عرب: عازمین کی آمد کا پہلا مرحلہ مکمل، تعداد 17لاکھ سے متجاوز، سب سے زیادہ عازمین کا تعلق انڈونیشیا سے، پاکستان کا دوسرا اور بھارت کا تیسرا نمبر ☎ مناسکِ حج آج سے شروع، لاکھوں عازمین منیٰ پہنچ گئے، پورا دن منیٰ میں قیام، اگلے دن حج کے رکنِ اعظم وقوفِ عرفہ کے لیے میدانِ عرفات، شام کو مزدلفہ جائیں گے، جمعہ کی صبح کنکریاں لے

کرجمرات، پھر قربانی کرکے لاکھوں فرزندانِ اسلام حج کی سعادت حاصل کریں گے ✍ 31/اگست: پاکستان: قومی اسمبلی، امریکی الزامات مسترد، مذمتی قرارداد منظور ✍ یکم/ستمبر: پاکستان: پیٹرول کی قیمت میں 2روپے فی لیٹر اضافہ، ہائی اسپیڈ ڈیزل، لائٹ ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتوں کو برقرار رکھنے کا فیصلہ ✍ 2/ستمبر: میانمار: میانمر فوج کے وحشیانہ مظالم جاری، ایک ہفتے میں 40ہزار روہنگیا مسلمانوں کی بنگلا دیش کی طرف ہجرت ✍ 3/ستمبر: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار ✍ 4/ستمبر: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار ✍ 5/ستمبر: پاکستان: عیدالاضحیٰ عقیدت واحترام سے منائی گئی، اتحادِ امت کی دعائیں ☎ لاہور: پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانوروں کی آلائشوں سے خوردنی تیل تیار کرنے والوں کے خلاف کاروائی، 5یونٹ سیل کردیے، 42ہزار لیٹر تیار تیل، جبکہ 46ہزار کلو کے قریب آلائشیں برآمد کرلیں، گروہ کا پیچھا ✍ 6/ستمبر: پاکستان: تعلیمی اداروں میں منشیات کا استعمال، سپریم کورٹ نے نوٹس لے لیا، تفصیلی رپورٹ طلب ✍ 7/ستمبر: پاکستان: ملک بھر میں یومِ دفاع جوش وخروش سے منایا گیا، ملکی سلامتی وترقی کے لیے دعائیں ✍ 8/ستمبر: امریکا: فلوریڈا سمندری طوفان نے تباہی مچادی، 10افراد ہلاک، متعدد عمارتیں اور مکانات تباہ، ہزاروں افراد بے گھر، بجلی فراہمی بھی منقطع ✍ 9/ستمبر: پاکستان: روہنگیا مسلمانوں پر مظالم، پورا ملک سڑکوں پر آ گیا، جگہ جگہ مظاہرے ریلیاں، بڑی تعداد میں عوام کی احتجاج میں شرکت، جذباتی مناظر، عالمی برادری سے نوٹس کا مطالبہ ☎ میانوالی: چشمہ میں پانچویں ایٹمی بجلی گھر کا افتتاح، کسی بھی بین الاقوامی مدد کے بغیر 340میگاواٹ کا سی فور پاور پلانٹ صرف 8ماہ کی مدت میں مکمل ہوا ✍ 10/ستمبر: پاکستان: کراچی، ہاکس بے، سمندر میں نہاتے ہوئے ایک ہی خاندان کے 12افراد ڈوب گئے، 4سگے بھائی بھی شامل ✍ 11/ستمبر: پاکستان: پنجاب فوڈ اتھارٹی، پولٹری فارمز کی چیکنگ کا آغاز، نوسو کے قریب بیمار اور لاغر چوزے تلف، 89فارمز کو وارننگ نوٹس جاری ✍ 12/ستمبر: پاکستان: دورانِ پرواز سونے اور سنگین غفلت کے دیگر الزامات میں پی آئی اے کے 3پائلٹس معطل کردیے گئے ✍ 13/ستمبر: پاکستان: قومی اسلامی مشاورتی گروپ (NIAG) نے پولیو کے خاتمے کے لیے پروگرام کو حتمی شکل دے دیا ✍ 14/ستمبر: پاکستان: پنجاب، خاتون ججوں کو مردوں کے برابر مواقع دینے کی پالیسی نافذ، لاہور ہائیکورٹ میں بطورِ جج تعیناتی کے لیے خاتون سیشن ججوں بھی زیرِ غور لایا جائے گا ✍ 15/ستمبر: پاکستان: پاک چین فضائی افواج کی مشقیں چین میں شروع ✍ 16/ستمبر: پاکستان: نااہلی کا فیصلہ برقرار، شریف خاندان کی نظرِ ثانی کی اپیلیں مسترد ☎ عسکری قیادت کا ایل او سی پر بھارتی جارحیت کا منہ توڑ جواب دینے کا حکم

﴿بقیہ صفحہ 88 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جلد 1

# علمی وتحقیقی رسائل

(1)...معین المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَةِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیرحنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کاحکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَةُ فِیْ حُرْمَةِ الْمُصَاهَرَةِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابة والاکراہ
(6)...مجنوں،غضبان اورسکران کی طلاق

مصنّف
مفتی محمدرضوان

جلد

# علمی وتحقیقی رسائل

(1)...صبح صادق وکاذب اوروقتِ عشاء کی تحقیق
(2)...کشفُ الغطاء عن وقت الفجر والعشاء
(3)...اشکالیات فلکیة وفقهیة حول تحدید مواقیت الصلاة.
(4)...کیفیةُ التحقق من صحة مواقیت الصلاة فی التقاویم.

مصنّف
مفتی محمدرضوان

جلد

# علمی وتحقیقی رسائل

(1)...النظروالفکرفی مبدء السفر والقصر
(2)...بِدَایَةُ السَّفَرِوَالْقَصرِفِیْ حَالَةِ الْحَضَرِوَالْمِصَرِ
(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفروقصرکاحکم
(5)...محرَم کے بغیرسفرکاحکم

مصنّف
مفتی محمدرضوان

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

# الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفاء ہے

جسم کا درد | ڈپریشن | ہائی بلڈ پریشر | عرق النساء | بواسیر

موٹاپا | گھنٹیا | یرقان | دردِ شقیقہ | بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ | یورک ایسڈ | معدہ | شوگر | جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا | کولیسٹرول | اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

**مسز عمران رشید** (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہریار صاحب

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔فون 0333-5187568

www.idaraghufran.org

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

# Classic Electronics

Deals in :Computer Networking,
Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK
The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

Idara Ghufran

محمد بابر جاوید
0333-9300003
0333-5540734
051-4413288

قدرت نے ذائقہ دیا غازی نے محفوظ کیا

# غازی فوڈز اینڈ کیٹرنگ

پاکستانی، چائنیز، کانٹینیٹل کھانوں کا واحد مرکز

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر کھانا آرڈر پر تیار کیا جاتا ہے

علماء اور دینی مدارس کے لئے خصوصی رعایت

CA-214 بالمقابل کالٹکس پٹرول پمپ، سید پور روڈ، راولپنڈی

پاکستان میں پہلی بار 100% تازہ زیتون

فطرت سے ہم آہنگ

# Olive Fresh Olive

Olive Fresh Extra Virgin Olive Oil

بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں کے پیک شدہ زیتون کے مقابلہ میں تازہ زیتون

Olive Fresh Olive پاکستان میں پہلی کمپنی ہے، جس کے پاس تازترین زیتون کو نمکین پانی (Brine) میں محفوظ کرنے کی مکمل مہارت اور تجربہ موجود ہے، جس کی وجہ سے اس کی وہی زبردست قدرت ذائقہ اور اشتہا انگیز مہک برقرار رہتی ہے، جو ایک تازہ زیتون کی خاصیت ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ Olive Fresh اپنی جدید ترین پیکنگ، ٹیکنالوجی اور تیز ترین ذرائع نقل وحمل کی بدولت ایسے زیتون فروخت کے لئے پیش کررہا ہے، جنہیں کسی ''پاسچرائزیشن'' (Pasteurisation) اور ''اسٹریلائزیشن'' (Sterilisation) کی ضرورت نہیں، آپ کسی مصنوعی عمل اور گھٹیا معیار کے تیل کے بجائے قدرت کے بہترین ذائقوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

Olive Fresh کے ساتھ Extra Virgin Olive Oil سے ہی لطف اٹھائیں، جو کہ زیتون کے پھل کا قدرتی جز ہے، اور اس کی قیمت بھی وہی ہے، جو دیگر بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں میں پیک کیئے گئے زیتون کی ہے۔

مزید انتظار مت کیجئے، اور Olive Fresh کی قدرتی تازگی سے بھرپور لطف اٹھائیں۔

D-111.(old NW193)

Haidhary Chowk Satellite Town Rawalpindi

0300-5114231--0310-5114231--051-4842085

مدیر: بابا جی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

قرآن پاک تفاسیر

احادیث فقہ

تاریخ اصلاحی کتب

درسی کتب اور شروحات

اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دارالعلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002